برہان لائح فی تحقیق امر الذبائح

تصنیف شمع افروز کاشانۂ تحقیق + فروغ بخش سواد دیدۂ تدقیق + قدوۂ سادات
عظام + زبدۂ ثقات کرام یعنی صدر ارباب استدلال + بدر آسمان فضل و کمال
جناب مولانا سید قمر الدین احمد عم فیضہ ما طلع الشمس و لمع الهلال کہ شرع
شریف کی جو مصلحتیں اور حکمتیں مقدمۂ ذبح حیوانات میں پوشیدہ تھیں
اور بعضے کور سوادوں کی چشم ظاہر بین میں بوجہ زنگ شکوک کے وہ امر مشکل
قبیح نظر آتی تھیں اونکے جوہر حقیقت کو صیقل بیان سے آئینہ کی طرح چمکایا + احکام
نقلیہ کو دلائل عقلیہ سے مدلل فرمایا + سچ پوچھیے تو امور شرعیہ کو براہین عقلیہ سے
مطابق کرنا آسان نہیں نہایت مشکل کام ہے + ذکاوت اسکو کہتے ہیں اور نتیجہ
کمال استعداد و علم معقول اسکا نام ہے + بوساطت سراپا ذوق سلیم رای رفیع
شیخ محمد یعقوب مہتمم مطبع اہتمام سے راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مہر
و تربیت یافتہ خدمت ادیب مرحوم محمد مصطفی خان مغفور کے نہایت خوشخط کاغذ صاف و شفاف پر

مطبع نظامی واقع کانپور میں چھپا

اعلام عام رسالہ عجالہ المسمی
بالبرہان اللائح فی تحقیق امر الذبائح

مخفی و محتجب نہ ہے کہ یہ کتاب لاجواب جواب مین ہے اون اشخاص کے کہ بوجہ رکھنے مذہب عقلی محض کے یا اورکسی مذہب خاص کے ذبح حیوانات کو ظلم صریح اور ناجائز سمجھتے ہین اور مجوزین ذبح حیوانات سے واسطے اثبات جواز و استحسان ذبح حیوانات کے ایسے ادلۂ عقلیہ اور براہین قطعیہ طلب کرتے ہین کہ جن مین مقدمات نقلیہ کا اصلاً دخل و مساس بھی نہو ہرچند بحث تو اس مسئلہ خاصہ کی ہنود و اہل اسلام مین بھی اکثر ہوا کی ہے لیکن اول تو در اصل نفس مسئلہ ذبح و اکل لحم مین مخالفت اور بحث و کلام درمیان ہنود اور اہل اسلام کے واقع نہین ہے بلکہ جو کچھ مخالفت و بحث و کلام درمیان ہنود اور اہل اسلام کے واقع ہوئی وہ تمام مخالفت و بحث و کلام مبنی تھے صرف ایک اختلاف خاص ذبح بقر پر علاوہ اسکے جوابات اہل اسلام تو ہنود کے مقابلے مین صرف ایک الزامی ہی طور پر مروج و مشتہر ہین رہا طریق استدلال تحقیقی محض اس لائق انیق پر اثبات جواز و استحسان ذبح حیوانات ایک دو دلیل کے ساتھ

بھی کسی کتاب یا رسالہ مین کمتر نظر آیا ہے مصنفین رد اعتراضات ہنود
سے نے طریق استدلال عقلی محض کیطرف بسبب عدم ضرورت کے شاید
کہین اتفاقی ہی تعرض و اعتنا فرمایا ہے اور کوئی خاص کتاب تو اس باب
مین متضمن ایسے ادلہ قویہ اور براہین قطعیہ کے کبھی کسی وقت مین
تصنیف ہی نہین ہوئی اور شاید تصنیف ہوئی ہو لیکن کوئی ایسی
تصنیف شائع تو ہرگز ہونے نہین پائی بلکہ کسیکے دیکھنے اور سننے مین
بھی شاید کبھی نہین آئی پس یہ کتاب لاجواب اس باب خاص مین
اگر حقیقت پوچھیے تو بالکل عجیب و جدید ہے مثل اور مولفات زبان
حال کے کچھ تالیف نہین بلکہ تصنیف ہے اور تصنیف بھی نہایت یکتا و
وحید ہے اگرچہ غذاے گوشت تو سوا اہل اسلام کے اور اکثر فرق او
اقوام بھی برابر کھاتے ہین کیا یہود کیا نصاری جملہ اہل کتاب اس
غذاے سہیل و نایاب کو بلا خوف و مبالات جان حیوان ہر شب و روز
نوش جان فرماتے ہین لیکن اگر دلیل و توجیہ تجویز و استحسان قتل نفس
حیوان کی پوچھیے تو لاکھ مین ایک بھی اوس سے واقفیت نہین رکھتا
متفقین ذبح کے جوابین سوا اس بات کے کہ ہمارے مذہب مین
ذبح کرکے کھانا ان حیوانات کا جائز ہے اور کچھ دلیل اسکے جواز و استحسان
کی ایک آدھی بھی کوئی شخص بیان نہین کرسکتا پس جس قدر اہل
مذاہب مجوزین ذبح کہ گوشتہاے انواع حیوانات باتباع رسم مذہبی
و اقتضاے خواہش نفسانی رات دن چکھتے تھے لیکن وجوہ

دلائل عقلیہ جواز و استحسان ذبح حیوان سے کچھ اصلا خبر ہی نہیں رکھتے
تھے اون سب حضرات کو مژدہ ہو کہ جو تحیر و سکوت معترضین ذبح کے
جواب میں اونکو ہوتا تھا اب اس کتاب لاجواب کے سبب سے
وہ تحیر و سکوت بالکل دفع ہو گیا اور جو تخطیہ اور الزام منکرین ذبح کی طرف سے
عقل و حواس اکثر ناواقفون کے کیا جاتا تھا اس رسالہ لاجواب کے باعث
سے وہ تخطیہ اور الزام سراسر رفع ہو گیا اگرچہ حضرت مستطاب مصنف سلمہ تعالیٰ
اہل اسلام ہی کی طرف سے یہ جواب باصواب معترضین کو دیا ہے لیکن
اگر بغور ملاحظہ کیجیے تو تمامی ارباب مذاہب مختلفہ مجوزین ذبح کو جو کہ اصلا
واقفیت دلائل جواز و استحسان قتل نفس حیوان سے نہیں رکھتے تھے
اس رسالہ سے ہدایت عام اور فیض تام سے ممنون احسان ہونا چاہیے پایا
اپنے کا کیا الحق مزید تائید اس تصنیف لطیف کی جملہ اہل مذاہب مجوزین
ذبح کے واسطے عام ہے فی الواقع کل اہل مذاہب مجوزین ذبح کے غلبہ و نصرت
کے لیے یہ رسالہ ایک برہان قوی اور حجت تام ہے پس چاہیے کہ
سوا اہل اسلام کے باقی تمام حضرات مجوزین ذبح بھی قطع نظر تعصب ہی
سے فرما کر استفادہ دلائل قویہ اور براہین قطعیہ اس کتاب لاجواب کا
اپنے ہم و الاہم پر واجب و لازم جانیں اور گو تعصب مذہبی اس
استفادہ سے اونکو کتنا ہی مانع بھی ہو لیکن ایسے امر اہم اور فائدہ اہم
مین منع تعصب کو ہرگز نہ مانیں اور بلا شک و شبہ جو حضرات فرقہ
مجوزین ذبح سے مطالعہ اس کتاب لاجواب کا فرماوینگے تو اس نسخہ نایاب

کے سبب سے بحث خاص جواز و استحسان و عدم جواز و استحسان
ذبح حیوان مین بہت کچھ فوائد عجیب پاٹینگے اور منافع غریب اوٹھائینگے
استفادہ اون فوائد عجیبا ور منافع غریب کا مستفیدان باعقل و نظر
کو غایت درجہ ممنون و شکر گذار مصنف والا تبار بنائیگا سوا حسنت
و جزاک اللہ کہنا چاہیے اور کچھ زبان انصاف بیان حضرات ممدوح پر
نہ آئیگا خلاصہ کلام یہ کہ اس گوہر یکتا اور در بے بہا کی قدر شناسی مین فائدہ
نفس ذات قدر شناس ہی سر تا سر متصور سمجھنا چاہیے ورنہ
خود تو یہ گوہر یکتا اور در بے بہا احتیاج کسی کی قدر دانی
کی بھی نہین رکھتا بقول سعدی

حاجت مشاطہ نیست روی دلارام را

والسلام علے
من اتبع الہدی

اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن یتنزل الامر بینهن

بفضل خالق سموات و ارضین این رسالہ مشتمل بر تحقیق طبقات زمین نافعہ عام و خاص

دافع الوسواس فی اثر ابن عباس

تصنیف انیقہ جامع علوم المعقول حاوی فنون المنقول مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکہنوی دام فیضہ القوی

در مطبع علوی محمد علی بخش خان لکہنؤ باہتمام ... طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن طبقات والصلوة على خاتم الانبياء افضل المخلوقات وعلى آله وصحبه ذوي الآيات البينات اما بعد کہتا ہی فقیر سراپا تقصیر ابو الحسنات محمد عبد الحی لکہنوی ابن مولانا محمد عبد الحلیم ادخلہما اللہ فی جنة النعیم کہ عرصہ دو تین سال سے اثر ابن عباس آدم کآدمکم الخ مین درمیان علمائے زمان کی منازعت واقع ہوئی ایک طائفہ سے افراط دوسرے طائفہ سے تفریط ہوئی ایک جماعت نے ابطال حدیث مذکور مین سعی بلیغ فرمائی دوسری جماعت سے اوسکی بیان معنی مین تحریف ہونی لگی نوبت یہانتک پہونچی کہ صدائے کفر طرفین سے اٹھی اور یہ طریقہ مستمرہ علمائے زمان کا ہی کہ جس مسئلہ مین منازعت کرتی ہین اگرچہ وہ مسئلہ لائق تفسیق نہو اوسمین ایک دوسرے پر آوازہ کفر کرتا ہی اجماع اسلامی کے افتراق کا کچہ خیال نہین کرتا ہی اور قبل اسکی فقیر نے اس باب مین ایک تحریر کی تہی اوسمین صحت حدیث واثبات تعدد طبقات ووجود انبیاء ومخلوقات و وجود آدم وغیرہ ونفی مماثلت محمدیہ کی تقریر کی تہی [illegible] رسالہ مسمی بکشف الالتباس فی اثر ابن عباس نظر سے گذرا اوسکی دیکہنے سے کمال تحیر ہوا کہ اسکے مولف نے میری تحریر پر شبہات کئے اور علمائے ہندوستان پر الزام عدم مہارت علم حدیث کرنی لگی اور یہ نہ سمجہے کہ یہ الزام خود بدولت پر عاید ہوتا ہی حضرت والا اوسپر شاہد ہی بنظر احقاق حق کے اوسکی جواب مین ایک رسالہ لکہتا ہون اور نام اوسکا **دافع الوسواس فی اثر ابن عباس** رکہتا ہون پہلی اون وجوہ کا جواب جو ارباب تفریط نے واسطے عدم مقبولیت حدیث کی اپنی تحریرات مین قائم کئی ہین دفع کیا جاتا ہی پس اون حضرت معترض کے کلام کا تعاقب ہوتا ہی اور اثنائے کلام مین ارباب افراط کی تحریف کا ابطال ہوتا ہی اور غرض مجہکو اس تحریر سے تعصب ونفسانیت نہین بلکہ فقط احقاق حق ولو کرہ المعترضون وابطال باطل ولو کرہ المتعصبون ناظرین با انصاف سے امید ہی کہ میری تحریرات کو بغور ملاحظہ کرین اور جو امر اونکی راے مین مخدوش ہو اوسکو مجہسے استفسار کرین یہ بسیار شان جہلا کی ہی کہ جسکی تحریر اپنی خلاف دیکہتے ہین بغیر سمجہے بوجہے رد لکہنے پر مستعد ہوتی ہین اور اپنی نفسانیت کو پردہ اظہار حق مین پوشیدہ کرکے اپنا مبلغ استعداد ظاہر کرتی ہین وعلی اللہ التوکل وبہ الاعتماد ومنہ التوفیق الی طریق السداد

مقصد جاننا چاہیے کہ اثر ابن عباس صحیح السند ہی روات اوسکی ثقہ ہین وثقات وسکا مستوی ہی حقیقت مین مرفوع حکمی ہی شذوذ وخبط والجمال وغیرہ اوسکی صحت مین قادح نہین مضمون اسکا معارض ومخالف قرآن وحدیث واجماع نہین اوسکی تاویل کرنیکی اور جانب معنی حقیقی کے چہوڑکر معنی مجازی لینی کی حاجت نہین بلکہ معنی پر حمل کرنے مین کسیطرح کی قباحت نہین احادیث متعددہ سے ثبوت [illegible] طبقات زمین [illegible] ایک طبقہ دوسرے طبقہ تک پانسو سال کے راہ ہونیکا حاصل ہی قول ارباب ہیئت کا کہ زمین کے طبقات متصل ہین [illegible] طبقات کے کوئی مخلوق نہین وجود [illegible] باطل ہی تہین مخلوقات طبقات تحتانیہ مین کوئی حدیث صریح اور [illegible] شریف جرجانی کی شرح مواقف مین ابن حجر کے

شرح احادیث مختصر صحیح بخاری مین علم اوسکا حق جل شانہ کیطرف محول کیا اور بعضون نے مثل حلبی و شبلی و زرقانی و قسطلانی وغیرہ کی بمقتضا
بعض اخبار کی طبقات تحتانیہ کو مسکن جن تجویز کیا اور بعضون نے مثل صاحب بدائع الدہور وغیرہ کی ہر طبقہ مین ایک صنف جدید کی سکونت کا
حکم نقل کیا اور ظاہر عبارات بعض مفسرین سے مثل بغوی و محلی کے طبقات تحتانیہ مین نبوت معلوم ہوتی ہے اثر ابن عباس کی تصدیق ہوتی ہے اور
اثر ابن عباس سے حدیث مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا ہرگز ثابت نہین جو اسکا مدعی ہو قول اسکا باطل ہے معتقد مثل محمدی مخالف اہل اسلام
و جاہل ہے کیونکہ اہل اسلام آنحضرت کی ذات افضل المخلوقات و اکرم الممکنات ہے کسی مخلوق کی شرکت آپکی صفات کمالیہ مختصہ مین از قبیل ممتنعات
ہے اور ظاہر اثر ابن عباس سے طبقات تحتانیہ مین مکلفین کا ہونا اور انبیا کا مبعوث ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ جسطرح
اس طبقہ مین سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت یہانکے سکان کے تیار ہوا اسیطرح ہر ایک طبقہ مین ایک ایک سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت
وہانکے سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ نقلیہ لا متناہی سلسلے باطل ہے لاجرم ہر طبقہ مین ایک حد پر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے
ساتھ تشبیہ پاگیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ کیا گیا بناء علیہ اوس آخر سلسلہ تحتانیہ پر اطلاق خاتم کا منکر
نہین ہے اور انکی خاتمیت خاتمیت حقیقیہ محمدیہ مین مضر نہین اسواسطے کہ بر تقدیر وجود انبیاء طبقات تحتانیہ ہے آخر سلسلہ تحتانیہ
مین تین احتمال ہین ایک یہ کہ وہ بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوئے ہون دوسرے یہ کہ مقدم ہوئے ہون تیسرے یہ کہ
معاصر ہوئے ہون احتمال اول نصوص متعددہ سے باطل ہے اور بر تقدیر ثانی آنحضرت کی خاتمیت عامہ مین کچھ شبہ نہین اور بر تقدیر ثالث
دو احتمال ہین ایک یہ کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخصوص ساتھ اس طبقہ کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ مین ہر ایک نبی کی رسالت
اور ہر ایک انمین کا صاحب شرع جدید ہو دوسرے یہ کہ اوس آخر انبیاء طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہون اور کوئی انمین کا صاحب شرع جدید
نہو اور دعوت ہمارے حضرت کی عام ہو اور ختم آپکا بنسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کی حقیقی ہو اور ختم ہر ایک اون آخر سلسلہ تحتانیہ کا بنسبت اپنے
اپنے سلسلہ کے اضافی ہو احتمال اول بسبب عموم نصوص بعثت محمدیہ مثل آیہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین آیہ لیکون للعالمین نذیرا و حدیث
بعثت الی الخلق کافۃ وغیرہ کی کہ خصائص آنحضرت کی عموم بعثت پر دال ہین اور کسی اور کے ساتھ متعدد نہین ہین باطل ہے اور یہ کہنا کہ مراد
عالمین سے خلق ہے فقط اس طبقہ کی مخلوق ہے نہ کل طبقات کی قول باطل و بلا دلیل ہے اسواسطے کہ کوئی نص اس تخصیص پر دلالت نہین کرتی ہے
اور مجرد عقل سے تخصیص نصوص عامہ کی نہین ہوسکتی ہے ہان اگر کوئی نص قوی صاف اسپر دلالت کرتی کہ آنحضرت کی بعثت خاص ساتھ اسی طبقہ
کے ہے البتہ اوسوقت نصوص عامہ کی تخصیص کا حکم دے سکتے ہین اور بغیر تخصیص شرعی کے مجرد رائے و عقل سے تخصیص کی جرأت نہین کرسکتے ہین
اور علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہین کہ آنحضرت کی عصر مین کوئی نبی صاحب شرع جدید نہین ہوسکتا اور نبوت آپکی تمام مکلفین کو
شامل ہے اور جو نبی آپکے ہمعصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا پس بر تقدیر بعثت محمدیہ عام ہے اور خاتمیت محمدیہ حقیقی ہے شامل ہر
عام ہے الحاصل حدیث ابن عباس کو صحیح و معتبر سمجھنا چاہیے جسقدر اوسکا ظاہر ثابت ہے بغیر چون چرا کے اوسکو تسلیم کرنا چاہیے
اور قول مثال محمدیہ کو یا تخصیص بعثت احمدیہ کو بلا دلیل یا باطل ہے سو کرنا چاہیے نہ یہ کہ حدیث کو باطل ٹھہراوین جیسا کہ ایک طائفہ
نے کیا اور نہ یہ کہ اوس سے مثال محمدی ثابت کرین یا نصوص بعثت محمدی کو خواہ مخواہ خاص کرین جیسا کہ دوسرے طائفہ نے کیا ہے
خلاصہ [illegible] عبارات تمام

[illegible]

اثر ابن عباس صحاح ستہ میں مروی نہیں ہے اسوجہ سے اوسکی صحت پر اعتماد کلی نہیں ہے **اقول** احادیث صحیحہ کا انحصار صحاح ستہ
میں نہیں ہے اور تصحیح ارباب صحاح ستہ پر منحصر نہیں ہے بلکہ جو حدیث کہ خارج صحاح ستہ مروی ہووے اور اوسپر کوئی حافظ معتمد صحت
یا حسن کا حکم دیوے تو اوسکو صحیح یا حسن سمجھنا چاہیے قاضی بدرالدین بن جماعہ مختصر میں لکھتے ہیں لم یستوعب البخاری و مسلم فی کتابیہما
کل الصحیح قال البخاری ما ادخلت فی کتابی الجامع الا ما صح وترکت من الصحاح لحال الطول وقال مسلم لیس کل ما صح عندی وضعتہ ههنا انما
وضعت ما اجمعوا علیہ ثم قیل لم یفتہما الا القلیل وقیل بل فاتہما کثیر منہ وانما لم یفت الاصول الخمسۃ منہ الا القلیل وفیہا اصح والمعنی بالاصول الخمسۃ
کتاب البخاری و مسلم و ابی داؤد والترمذی والنسائی ویعرف الزائد علیہا بالنص علی صحتہ من امام معتمد فی السنن المعتمدۃ لا بمجرد وجودہ فیہا
الا اذا اشترط مولفہا الصحیح ککتاب ابن خزیمہ وابی بکر البرقانی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ عوام میں جو مشہور ہے کہ جو حدیث صحیح ہے وہ صحاح ستہ
میں موجود ہے محض غلط ہے بلکہ مدار صحت وجود شرائط صحت ہے خواہ صحاح ستہ میں ہو یا غیر صحاح ستہ میں ہو **قال البعض**
تفسیر قرآن کا ابن عباس سے منقول ہے اکثر پر اعتماد کلی نہیں ہے اور سند اوسکی مخدوش و مقدوح ہے پس قول ابن عباس کا جو تفسیر آیت
ومن الارض مثلہن میں واقع ہے غیر معتبر ہے **اقول** تفسیر ابن عباس کے جملہ طرق مقدوح نہیں بلکہ بعض طرق مثل طریق کلبی
وغیرہ کے جیسا کہ سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن میں تفصیل کر دیا ہے اور ما نحن فیہ میں سند قوی ہے اور ارباب تصحیح نے
اوسکی تصحیح کی ہے پس اوسکی عدم اعتبار کی کیا وجہ ہے **قال البعض** اثر ابن عباس اخبار آحاد سے ہے اور خبر آحاد باب اعتقادات میں مقبول
نہیں **اقول** اگر مراد یہ ہے کہ خبر آحاد مفید یقین نہیں ہے تو درست ہے لیکن کچھ ضرر نہیں اسوجہ سے کہ حکم وجود انبیاء کا طبقات
تحتانیہ میں بشہادت اس اثر کے بطور قطع و یقین کے نہیں کیا جاتا ہے یہانتک کہ منکر اوسکا کافر ہو جاوے بلکہ بطور ظن کے
اور ایمان اجمالی جمیع انبیاء کے ساتھ ضروری ہے تفصیل انبیاء میں یقین ضرور نہیں اس باب میں ظن کافی ہے بلکہ منکر نفس طبقات
کا بھی کافر نہیں ہے جیسا کہ خفاجی حاشیہ بیضاوی میں لکھتے ہیں قولہ فی العدد اشارۃ الی الارض کالسماء سبع طبقات متفاصلۃ وہو المعروف
فی الاحادیث الصحیحۃ وقیل ہی الاقالیم السبعۃ ولیست ہذہ المسئلۃ من ضروریات الدین حتی یکفر من ینکرہا او یتردد فیہا والذی نعتقدہ انہا طبقات
سبع لہا سکان من خلقہ یعلمہم اللہ انتہی اور اگر مراد یہ ہے کہ خبر آحاد کا باب اعتقادات میں مطلقا اعتبار نہیں تو محض غلط ہے اور نظیر اسکی اختلاف
علماء ہے نبوت لقمان و ذوالقرنین و خضر و تبع و آسیہ و مریم وغیرہ میں کہ بعض علماء نے انکی نبوت باخبار آحاد و دلائل ظنیہ ثابت کی ہے و بعض نے انکار کیا ہے
لیکن اگر دلائل ظنیہ مطلقا مفید باب نبوت میں نہوتے علماء مقرین کیونکر ثبوت مدعا پر دلائل ظنیہ پیش کرتے **قال البعض** اثر ابن عباس کے رواۃ مجہول
ہیں اسوجہ سے اس اثر پر اعتماد نہیں ہوسکتا ہے **اقول** اسکے تخریج کی دو طریق معتمد و مستند ہیں ایک عن شریک عن عطاء عن ابی الضحی
عن ابن عباس بیہقی و حاکم وغیرہ نے اس طریق سے اخراج کر کے صحیح کہا اور ابن حجر نے فتح الباری میں بیہقی کے قول کو نقل کر کے
سکوت کیا اور علامہ زرقانی رسالہ اجوبۃ الاسئلۃ میں لکھتے ہیں السؤال الخامس والسادس والاربعون ہل الارض سبع طبقات
کالسماء وہل فیہن خلق اللہ الجواب قال اللہ تعالی ومن الارض مثلہن وقال فی آیۃ اخری الم تروا کیف خلق اللہ سبع سموات طباقا
فافاد ان طباقا فی الآیۃ الاولی مراد وان لم یذکر فتکون المثلیۃ فی الارض کذلک قال ابن حجر ویدل لہ ما رواہ ابن جریر عن
ابن عباس فی ومن الارض مثلہن قال فی کل ارض مثل ابراہیم نحو ما علی الارض ہکذا اخرجہ مختصرا واسنادہ صحیح واخرجہ الحاکم والبیہقی مطولا

وادلہ سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیساکم ونبی کنبیکم قال البیہقی اسنادہ صحیح الا انہ
شاذ بمرۃ انتہی اور سیوطی نے بھی درمنثور میں بیہقی کی تصحیح کو نقل کر کے سکوت کیا عبارت اونکی یہ ہی اخرج ابن ابی حاتم
والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان وفی کتاب الاسماء والصفات من طریق ابی الضحی عن ابن عباس سبع ارضین فی
کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیسی قال البیہقی اسنادہ صحیح لکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم
لابی الضحی متابعا علیہ انتہت اور مستدرک حاکم میں ہی حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید بن
غنام حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی ومن الارض مثلہن قال سبع
ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی ہذا حدیث صحیح الاسناد انتہی اور ذہبی نے
اس طریق پر حکم حسن کا دیا چنانچہ بدر الدین شبلی آکام المرجان میں بعد نقل عبارت حاکم کے لکھتے ہیں قال شیخنا الذہبی
اسنادہ حسن انتہی دوسرا طریق عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس حاکم نے اس طریق سے اخراج کر کے
حکم صحت کا دیا عبارت اونکی یہ ہی حدثنا عبد الصمد حدثنا ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی
عن ابن عباس قال فی کل ارض نحو ابراہیم ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتہی اور ذہبی نے بھی اونکی موافقت کی چنانچہ
شبلی لکھتے ہیں قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتہی ہر گاہ بتصریح بیہقی وحاکم وذہبی وبسکوت واقرار
ابن حجر وسیوطی وشبلی اس حدیث کی وثاقت ثابت ہو گئی اوسکی قابل استناد ہونے میں کیا گفتگو ہی **قال البعض**
منجملہ رواۃ اس کی عطاء بن السائب ہیں اور اونکو محدثین نے مختلطین سے شمار کیا ہی اور روایت راوی مختلط کی قابل
احتجاج نہیں **اقول** محدثین کی نزدیک قاعدہ مقرر ہی کہ جو شیخ مختلط ہو جاوے یعنی بسبب کبر سن وغیرہ کی اوسکی حفظ میں فتور
واقع ہو جاوے اوسکی تلامذہ کی روایتیں جنہوں نے حالت اختلاط میں تلمذ کیا ہے مقبول نہیں اور جو تلامذہ قبل حالت اختلاط
ہوں اونکی روایتیں مقبول ہیں جیسا کہ شروح الفیہ وغیرہ میں بتشریح وبسط مذکور ہی اور یاں حدیث میں عطاء سے راوی شریک
ہی اور وہ عطاء کی تلامذہ متقدمین سے ہی پس اختلاط عطاء کا کیا ضرر کریگا حافظ عبد العظیم منذری کتاب الترغیب میں
لکھتے ہیں عطاء بن السائب الثقفی قال احمد ثقۃ رجل صالح من سمع منہ قدیما کان صحیحا ومن سمع منہ حدیثا لم یکن بشیء وروی
شعبۃ والثوری وحماد بن زید عنہ جیدۃ انتہی اور تہذیب میں ہی من سمع منہ قدیما قبل ان یتغیر شعبۃ وشریک وحماد انتہی اگرچہ
شبہ ہو کہ یحیی بن معین نے کہا ہی کہ عطاء کی سب تلامذہ حالت اختلاط کی ہیں مگر سفیان وشعبہ جیسا کہ نووی نے شرح مسلم
میں لکھا ہی قال یحیی بن معین جمیع من روی عن عطاء روی عنہ فی الاختلاط الا شعبۃ وسفیان تو اوسکا جواب ہی کہ یہ قول
یحیی کا بسبب اونکی عدم تتبع کی ہی اور سوا اونکی اور محدثین چند تلامذہ عطاء کو لکھتے ہیں کہ اونہوں نے قبل حالت اختلاط کی روایت کی مثل
زہیر وزائدہ وحماد بن زید وایوب وغیرہ چنانچہ تفصیل اسکی حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری اور تہذیب التہذیب وغیرہ میں
کی ہی اور اگر تسلیم کیا جاوی کہ شریک تلامذہ عطاء متقدمین سے نہیں تو بھی کچھ مضر نہیں اسواسطے کہ شاہد اس طریق کی
سند ابن جریر وغیرہ موجود ہی اور بسبب کثرت طرق کے روایت کو قوت ہو جاتی ہی **قال البعض** لعلہ حاشیہ یدارک بین

جوامع میں نقل کیا ہی اما النقل عن ابن عباس ان فی کل ارض آدم الخ فہو من روایۃ الواقدی الکذاب الی اضع للحدیث انتہی اقول طرق اس
حدیث کی جو ابن حجر و شبلی وغیرہ نی نقل کیے ہین اونمین کہین واقدی کا نشان نہین ہی اگر بالفرض کسی طریق مین واقدی ہو تو کچھ ضرر
نہین کیونکہ وہ طریق اسکی مستند نہین علاوہ ازین واقدی کو اگرچہ ایک طائفہ محدثین نے مقدوح کیا ہی لیکن ایک جماعت دیگر نے
مثل یعقوب بن ابی شیبہ و ابو بکر صاغانی و دراوردی و مصعب زبیری و یزید بن ہارون وغیرہم نی اوسکی توثیق کی ہی جیسا کہ شیخ الاسلام
فتح الدین محمد ابن سید الناس نے اپنی کتاب عیون الاثر فی فنون المغازی والسیر مین اسکی تفصیل کی ہی اور بعض نے شرح مختصر الوقایہ مین جو مسمی
بسعایہ فی کشف ما فی شرح الوقایہ ہی اسکو بتفصیل تمام درج کیا ہی من شاء فلیرجع الیہ قال البعض شوکانی نی فوائد مجموعہ مین اس حدیث کو
موضوعات مین شمار کیا عبارت اونکی یہ ہی اخرجہ الحاکم فی المستدرک و قال صحیح علی شرط الشیخین و تعقبہ الذہبی فقال بل موضوع بان فی اسنادہ
ورواہ الحاکم فی المستدرک من حدیث علی و قال صحیح الاسناد و تعقبہ الذہبی بان فی اسنادہ حکیم بن جبیر ضعیف و عبد اللہ بن بکیر منکر الحدیث
انتہی اقول اس قائل نے شاید بتابعت کسی کذاب کے ایسی تحریر کی ہی یا واسطے فریب دہی عوام کی ایسے تقریر کی فوائد مجموعہ کو شروع سے
تا آخر لفظا بلفظ مطالعہ کیا کہیں بھی اس حدیث کا ذکر نہ دیکھا اور عبارت منقولہ فوائد مجموعہ مین ضمن دو حدیثوں کے مکتوب ہی باب
مناقب اہل البیت مین ہی قول علی انا الصدیق الاکبر انا عبد اللہ و اخو رسولہ لا یقولہا بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس بسبع سنین
رواہ النسائی فی الخصائص و فی اسنادہ عباد بن عبد اللہ الاسدی و ہو متہم بوضعہ و قال ابن المدینی ضعیف الحدیث و ذکرہ ابن
حبان فی الثقات و قال فی المیزان ہذا الحدیث کذب علی علی و قد اخرجہ الحاکم فی المستدرک و قال صحیح علی شرط الشیخین و تعقبہ الذہبی بان
عبادا ضعیف انتہی اور بعد دو ورق کے مرقوم ہی حدیث انہ قال رسول اللہ لعلی حین خرج الی غزوۃ تبوک و خلف علیا بالمدینۃ و قال لہ تخلفنی
مع النساء و الصبیان فقال ان المدینۃ لا تصلح الا بی او بک و انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی رواہ ابن حبان عن سعد قال
باطل و فی اسنادہ حفص بن عمر کذاب رواہ الحاکم فی المستدرک من حدیث علی و قال صحیح الاسناد و تعقبہ الذہبی بان فی اسنادہ حکیم بن جبیر
ضعیف و عبد اللہ بن بکیر الغنوی و ہو منکر الحدیث انتہی قال البعض اثر مذکور معارض مفہوم حدیث مرفوع ہی جسکو شوکانی نے فتح القدیر
مین زیر آیہ کریمہ ما تحت الثری تحریر فرمایا ہی اخرج ابو یعلی عن جابر ان رسول اللہ سئل ما تحت الارض قال الماء قیل فما تحت الماء قال ظلمۃ
قیل ما تحت الظلمۃ قال الہواء قیل ما تحت الہواء قال الثری قیل ما تحت الثری قال انقطع علم المخلوقین عند علم الخالق اس حدیث
سے صاف ظاہر ہی کہ ماوراء تحت الثری کا علم کسی مخلوق کو نہیں ہی تا اینکہ آنحضرت کو بھی زیادہ اس سے بیان نہیں کیا پس اثبات وجود
اور ادم و خواتم زیر طبقہ زمین مین صریح مخالف اسکے ہی اقول بعد تسلیم صحت سند و قوت روایت اس حدیث کی آیت و اثر مذکور مین
ہرگز مخالفت نہین ہی کیونکہ اثر مذکور مین صرف وجود سات طبقات زمین کی اور وجود انبیاء کے اون طبقات مین ہی اور یہ حدیث اوسکی
تفصیل سے ساکت ہی اور ماوراء تحت الثری کا علم نہ ہونا جو اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہی منافی اثبات طبقات کے نہین ہی کیونکہ ثری ساتون
زمین کے نیچے ہی بغوی معالم التنزیل مین لکھتے ہین قال ابن عباس ان الارضین علی ظہر النون و النون علی بحر و البحر علی صخرۃ خضراء و
علی قرن ثور و الثور علی الثری و ما تحت الثری لا یعلمہ الا اللہ انتہی اور محمد بن ابی بکر رازی جواہر القرآن مین تحریر کرتے ہین الثری
التراب الندی ای تحت التراب الیابس منہ قولہ تعالی ما تحت الثری و المراد الی تحت الارض السابعۃ انتہی اور در منثور مین زیر آیہ

ومن الارض مثلہن مرقوم ہی اخرج ابن المنذر عن ابن جریج قال بلغنی ان عرض کل ارض مسیرۃ خمسمائۃ عام اخبرت ان الارض
السابعۃ فوق الثری انتہی اور احمد بن عبد اللطیف البشبیشی رسالہ التحفۃ السنیۃ فی اجوبۃ الاسئلۃ المرضیۃ مین لکھتے ہین
اخرج ابن ابی حاتم عن کعب انہ سئل ما تحت ہذہ الارض قال الماء قیل وما تحت الماء قال الارض حتی عد سبع ارضین قیل وما تحت
السابعۃ قال صخرۃ قیل وما تحت الصخرۃ قال ملک قیل وما تحت الملک قال حوت معلق طرفاہ بالعرش قیل وما تحت الحوت قال
الہواء والظلمۃ وانقطع العلم انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ما ورای ارض سابعہ کا علم منقطع ہی سوا اللہ جل جلالہ کے کوئی نہین
جانتا ہی نہ یہ کہ مابین طبقات کا علم منقطع ہی فاین التعارض واین التخالف **قال البعض** اثر مذکور مخالف صحیح
حدیث مرفوع کی جو صحیحین مین مروی ہی عن سعید بن زید قال قال رسول اللہ من اخذ شبرا من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامۃ
من سبع ارضین یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ طبقات باقیہ کی زمین تابع طبقہ ہذا ہی اور اونکو واسطے احکام جداگانہ نہین
اقول ایک حکم مین تبعیت سے لازم نہین کہ جملہ احکام مین تبعیت ہو جاوے کما ہو ظاہر علی من لہ ادنی فہم علاوہ ازین غایت
کہ تطویق ساتون زمین کی ساتھہ روز قیامت ہوگی جیسا کہ لفظ حدیث اوسپر دلالت کرتی ہی اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری
مین اور ابن حجر مکی نے زواجر مین بتفصیل ذکر کیا ہی پس اگر بالفرض حدیث تبعیت جملہ طبقات تحتانیہ پر دلالت بھی
کرے تو بھی کچھ مضر نہین کیونکہ تبعیت قیامت مین ہوگی اور گفتگو احکام دنیا مین ہی **قال البعض** اثر مذکور
معارض ہی حدیث مرفوع کی جسکو حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عمر سے اخراج کیا ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الارضین بین کل ارض والتی تلیہا مسیرۃ خمسمائۃ عام والثانیۃ سجن الریح والثالثۃ فیہا حجارۃ جہنم والرابعۃ فیہا
کبریت جہنم والذی نفسی بیدہ ان فیہا لاودیۃ من کبریت لو ارسل فیہا الجبال الرواسی لماعت والخامسۃ فیہا حیات
جہنم ان افواہہا کالاودیۃ والسادسۃ فیہا عقارب جہنم ان ادنی عقربۃ منہا کالبغال والسابعۃ فیہا سقر وفیہا ابلیس مصفد
بالحدید فاذا اراد اللہ ان یطلقہ لما یشاء اطلقہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ طبقات تحتانیہ مین سے کسی مین ہوا ہی کسی مین سانپ اور کسی
مین بچھو اور کسی مین کبریت اور کسی مین پتھر اور کسی مین جہنم ہی اور اونمین مخلوقات مکلفین کا وجود نہین ہی پس یہ حدیث
کہ مرفوع ہی مرجح ہی اثر ابن عباس سے کہ موقوف ہی **اقول** یہ کلام مخدوش ہی ساتھہ دو وجہ کے **اول** یہ کہ اثر ابن عباس
بتصریح طائفہ محدثین معتبرین صحیح الاسناد ہی اور جن لوگون نے اوسپر حکم ضعف کا دیا مثل حلبی و قسطلانی وغیرہ کے اونکو
اشتباہ بسبب شذوذ کے واقع ہوا حالانکہ اسکی سند مین شذوذ مقبول ہی نہ مردود کیونکہ شذوذ مخل صحت ہوتا
عبارت ہی اس سے کہ ایک اوثق ثقہ کی روایت مخالف ہو دوسرے ثقات کی روایت کی اور مجرد تفرد راوی ایک ثقہ کا کسی
روایت کے ساتھہ مخل صحت نہین جیسا کہ تفصیل اسکی عنقریب مذکور ہوگی اور رواۃ اس اثر کے ثقات ہین کوئی علت قادحہ
معتبرہ اونمین معلوم نہین ہوتی ہی بخلاف حدیث ابن عمر کے کہ اسکی رواۃ مین سے بعض پر جرح واقع ہی اور دارقطنی نے اوسپر حکم کیا ہی
مین ہی قال عبد اللہ بن احمد عن ابیہ حدیث منکر قال الذہبی لیس بثقۃ قال النسائی لیس بالقوی قال ابو حاتم فی حدیثہ

قال الدارقطنی تترک انتہی سیوجہ سے محدثین اس حدیث مین مختلف ہوگئی حاکم نے اسکی حق مین صحیح کہا اور سیوطی نے تخریج احادیث
شرح مواقف مین سندہ حسن تحریر کیا اور حافظ عبد العظیم منذری نے کتاب الترغیب الترہیب مین اسپر حکم نکارت کا دیا عبارت انکی یہ ہے
اخرجہ الحاکم وقال تفرد بہ ابو السمح والحدیث صحیح ولم یخرجاہ قال الحافظ المنذری ابو السمح ہو دراج وقبلہ عبد اللہ بن عیاش وباقی الکلام
علیہما فی متنہ نکارۃ انتہی اور ذہبی نے بھی حکم نکارت کا دیا چنانچہ سیوطی در منثور مین لکھتے ہین اخرجہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ والحاکم وصححہ
وتعقبہ الذہبی فقال منکر انتہی پس معلوم ہوا کہ اثر ابن عباس قابل قوی ہے حدیث ابن عمرو سے اور موقوف ہونا اثر ابن عباس کا مضر نہین
اسوجہ سے کہ قول صحابی کا ایسی خبر مین جنمین اجتہاد کو مداخلت نہین حکم رفع کا رکھتا ہے چنانچہ تفصیل اسکی عنقریب آتی ہے دوسرے
یہ کہ حدیث ابن عمرو مین کہین نفی وجود مخلوقات نہین ہے تاکہ مخالف اثر ابن عباس کے ہووے پس جائز ہے کہ طبقات تحتانیہ مین مخلوقات
وانبیاء بھی ہون جیسا کہ مفاد اثر مذکور ہے اور ہوا اور سانپ بچھو وغیرہ بھی ہوں جیسا کہ حدیث ابن عمرو کا مفاد ہے جیسا کہ ہر طبقہ
مین ہر قسم کی مخلوقات ہے اور یہی مفاد روایت ابن جریر کا ہے قسطلانی لکھتے ہین قال ابن جریر حدثنا عمرو بن علی ومحمد بن المثنی
قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض مثل ابراہیم نحو ما علی الارض من الخلق
ہکذا اخرجہ مختصرا واسنادہ صحیح انتہی پس درمیان حدیث ابن عمرو کی اور حدیث ابن عباس کے ہرگز مخالفت وتعارض نہین ہے **قال**
البعض اثر ابن عباس مجمل ہے کیونکہ شارع نے وجہ تشبیہ ومشارکت بیان نہین کی اور مجمل بدون بیان کے لائق استدلال نہین
اقول اجمال اصولیین کے نزدیک عبارت ہے خفاء معنی سے اسطرح پر کہ ہرگز مقصود نہ معلوم ہو بدون استفسار متکلم کے جیسا کہ
منار مین ہے اما المجمل فما ازدحمت فیہ المعانی واشتبہ المراد بہ اشتباہا لا یدرک بنفس العبارۃ بل بالرجوع الی الاستفسار ثم الطلب ثم
التامل انتہی اور وجود اسکا مانحن فیہ مین ممنوع ہے اور اگر مجرد بیان نہ کرنا شارع کا وجہ تشبیہ کو باعث اجمال ہو تو صدہا تشبیہات
جو قرآن وحدیث مین وارد ہین مجمل ہو جاوینگے وہو خلاف الاجماع قال اللہ تعالی فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا وقال اللہ تعالی
ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ وقال تعالی اولئک کالانعام بل ہم اضل وقال علیہ الصلوۃ والسلام صلوا کما رأیتمونی
اصلی **قال البعض** مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے تا این زمان کوئی شخص قائل وجود انبیاء کا طبقات باقیہ مین نہین ہوا
اقول بغوی معالم التنزیل مین لکھتے ہین اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن فی العدد یتنزل الامر بینہن بالوحی من السماء السابعۃ
الی الارض السفلی انتہی اور جلال الدین محلی لکھتے ہین ومن الارض مثلہن یعنی سبع ارضین یتنزل الامر بینہن بین السموات والارض
ینزل جبریل من السماء السابعۃ الی الارض السابعۃ انتہی اس سے معلوم ہوا کہ وحی بوساطت جبریل طبقات تحتانیہ مین بھی جاتی تھی اور یہی
معنی ہین وجود انبیاء کی طبقات تحتانیہ مین کیونکہ جسپر وحی بوساطت ملک کے نازل ہو خواہ وحی امر ونہی ہو خواہ وحی اخبار مستقبلہ ہو
وہ نبی ہے اگر کوئی شبہہ کرے کہ وحی کبھی بمعنی الہام کے مستعمل ہوتی ہے اور کبھی بمعنی تفہیم اور تعلیم کے آتی ہے جیسا کہ امام رازی نے
تفسیر کبیر مین لکھا ہے پس جائز ہے کہ وحی جو عبارت معالم وجلالین مین واقع ہے بمعنی الہام کے ہو نہ بمعنی وحی نبوت کے
تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وحی چند معانی مین مستعمل ہوتی ہے لیکن وحی جو بوساطت ملک کے ہو وہ مقتضی نبوت ہے
جیسا کہ زرقانی رسالہ اجوبۃ الاسئلہ مین لکھتے ہین قال صاحب فتح الباری الضابط عند الاشعری ان من جاءہ

الملک عن اللہ بحکم من امر او نہی او علام بما سیاتی فھو نبی انتہی اور اگر کوئی شبہہ کرے کہ وحی جو عبارت مذکورہ مین واقع ہے
جائز ہی کہ ماوّل ہو یعنی وحی تدبیر ہو نہ وحی حقیقی کہ جو مقتضے نبوت ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ تاویل بلا دلیل ہی اور جو دلیل اوسکی
ہووے مردود ہی جیسا کہ سیوطی نے اعلام بحکم عیسی علیہ السلام مین لکہتی ہین قال اہل الاصول التاویل صرف اللفظ عن ظاہرہ لدلیل
فان لم یکن دلیل فلا تاویل انتہی اور اگر کوئی کہے کہ حدیث ابن عمر وسے معلوم ہوتا ہی کہ طبقات تحتانیہ مین مخلوقات غیر مکلفین ہین
پس اونپر وحی حقیقی کیونکر جا سکتی ہی تو اوسکا جواب یہ ہی کہ حدیث مذکور سے نفی مخلوقات مکلفین نہین نکلتی ہی اور اثر ابن عباس
جو بطرق متعددہ معتبرہ مطولا و مختصرا مروی ہی صحیح ہی وجود مکلفین ہین پس طبقات تحتانیہ مین وحی حقیقی جانے سے کون
مانع ہی الحاصل ظاہر عبارت لغوی و محلی مقتضی اسکو ہی کہ وہ طبقات تحتانیہ مین وجود انبیاء کی قائل ہین و نیز تاویل خلاف
اصل ہی اور عبارت آکام المرجان سے بہی صاف واضح ہی کہ شبلی بہی قائل اس امر کی ہین کہ طبقات تحتانیہ مین انبیاء ہوے
جیسا کہ عنقریب ذکر آتا ہی قال البعض احتمال ہی کہ وجہ تشبیہ اثر ابن عباس مین مشارکت ہمی ہو دون صفات نبوت
جیسا کہ قسطلانی و سیوطی نے افادہ فرمایا ہی یا بشریت یا تبلیغ احکام یا ہدایت انام وغیر ذلک اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
اقول یہ احتمالات ناشیہ بلا دلیل ہین اور مخدوش ہین جملہ نہی کہنیکا بہی سو واسطے کہ اس جملہ مین تشبیہ ہی ایک نبی کی سا
ہمارے نبی کے یہ تشبیہ بشر کی ہین قطع نظر تشبیہ کے یہ ثابت ہوا کہ اون طبقات مین ایک ایک نبی ہی اور وہ مشبہ ہی
ساتہ ہمارے نبی کے پس اگر تشبیہ صرف بشریت یا مشارکت اسمی یا ہدایت وغیرہ مین ہووے تو نبی کا لفظ بے معنی ہو جائیگا
زیادہ توضیح اسکی یہ ہی کہ نبی کہنیکا یہ ہی کہ وہ اشخاص ثابت ہین ایک یہ کہ اون طبقات مین ایک ایک شخص موصوف بنبوت
ہی دوسرے یہ کہ وہ شخص مشابہ ہمارے نبی کے ہی پس وجہ تشبیہ ایسی بیان کرنا چاہیے کہ صفت نبوت کی بحال رہے
اور تشبیہ بہی تقسیم ہو جاوے جو وجوہ کہ قسطلانی وغیرہ نے بیان کی ہین اون مین نبی سے چشم پوشی ہی بیان وجہ تشبیہ مین شرکت کی
صفت باطل ہوتی ہی اور بعد ثبوت نبوت مشبہ کی لفظ نبی ہی تشبیہ ہو گی مگر ختم نبوت نہین اسلیے کہ اگر تشبیہ جملہ صفات
محمدیہ مین کی جاوے تثلیث حقیقیہ ثابت ہوتی ہی وہ خلاف الاجماع ہی اور اگر احتمال اسکا پیدا کیا جائیگا کہ یہی مراد مطلق
ہادی ہی تو ایسی احتمال تمام آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ مین جو مثبت نبوت انبیاء طبقہ ہذا ہین سارے ہو گا وہو باطل
الحاصل ظاہر منطوق حدیث ابن عباس سے وجود انبیاء طبقات تحتانیہ مین اور تعدد آدم وغیرہ ثابت ہوتا ہی اور بانضمام عبارت
معالم و حاشیہ آکام المرجان زیادہ تر اسکو تقویت حاصل ہوتی ہی قال البعض احتمال کہ خود وجود خاتم منافی مفہوم
نص قطعی و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین ہے اسلیے کہ مفاد جمع محلی باللام استغراق ہی جس سے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم خاتم تمام انبیاء کی ہین اقول حاشا و کلا یہ احتمال منافی نص کو ہرگز نہین ہو کیونکہ اور انبیاء طبقات تحتانیہ
اتحاد زمان یا بعدیت از زمان خاتم الانبیاء ثابت نہین ہے جسکو ہم نے کہا اور انبیاء طبقات تحتانیہ ہمارے خاتم الانبیاء
کے وجود کی پہلے ہوے اپنی اپنی طبقہ کی قصر نبوت کے جو کہ ہون بعد ان کے خاتم ہی افق او روہ ہوگی خاتم نبوت
مطلقہ کیا قال البعض ... اللاحق ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدلول نص مطلق

قطعیہ کا بہی یہ عموم مخصوص بنقید ساتہ کسی مان یا مکان کے ہی یا نہین بر تقدیر اول اسکو ثابت کرنا چاہیے اور بر تقدیر
ثانی احتمال تعدد خواتم کا باطل ہوگا کیونکہ وجود خواتم یا زمانہ آنحضرت مین ہوگا یا بعد اسکے یا قبل اسکی صورت اول و
ثانی صریح باطل ہی اسلیے کہ اس صورت مین وہ منجملہ افراد رسل الیہم کی ہونگی نہ رسول الیہ خاتم الرسل ہونا کہا اور صورت
ثالث بہی باطل ہی اسواسطے کہ خواتم مفروضہ اسوقت داخل افراد النبیین ہونگی نہ خاتم **اقول** صورت ثالث کی بطلان
کی کوئی وجہ نہین اور داخل ہونا افراد النبیین مین مضر انکی خاتم ہونیکی نہین ہی اسواسطے کہ خاتم ہر طبقہ کا خاتم اضافی ہی
بہ نسبت انبیاء اپنی طبقہ کی اور وجود اسکا جب ہمارے خاتم پر سابق ہوگا تو اسکی خاتمیت اضافیہ مین کچہ فساد نہوگا
قال البعض خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی ہی یا اضافی بر تقدیر ثانی اسکو ثابت کرنا چاہیے اور بر تقدیر اول
وجود دو خاتم حقیقی کا علی سبیل الاجتماع عقلا ونقلا محال ہی ہر عاقل جانتا ہی کہ اول خاتم حقیقی سلسلہ نبوت کا بلکہ ہر
سلسلہ منتظمہ کا ایک ہی ہوگا **اقول** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات ہی اور دعوت
آپکی عام ہی اور خاتم طبقات باقیہ کا خاتم ہونا اضافی ہی دو خاتم حقیقی کی مجتمع ہونیکا کون قائل ہی تفصیل مقام یہ ہی
کہ تعدد خاتم کی چند صورتین ہین ایک خاتم حقیقی علی سبیل الاطلاق کا متعدد ہونا علی سبیل الاجتماع یہ صورت محال ہی
عقلا اور نصوص بہی اسکے استحالہ پر قائم ہین اور کوئی اسکے جواز کا قائل نہین دوسرے
خاتم اضافی کا متعدد ہونا اس صورت کے جواز مین شبہہ نہین تیسرے تعدد خاتم اسطرح پر کہ ایک اضافی ہو اور ایک حقیقی
یہ صورت بہی جائز ہی بلکہ اس طبقہ مین بہی واقع ہی اسواسطے کہ حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ السلام خاتم انبیاء بنی اسرائیل
ہوئے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم حقیقی جمیع انبیاء کے ہوئے ہر گاہ یہ مسئلہ ہو چکا اب سمجہنا چاہیے کہ تعدد خواتم
بحسب طبقات سے یہ نہین لازم کہ سب خاتم حقیقی ہون تا اسکی محال ہونیکا عقلا ونقلا فتوی دیا جاوے اور نہ یہ لازم کہ
سب خاتم اضافی ہون تا لازم آوے کہ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اضافی ہو وہو باطل بلکہ صورت ثالثہ
بہی محتمل ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم حقیقی جملہ انبیاء جملہ طبقات کے ہون اور ہر ہر طبقہ تحتانیہ کے آخر خاتم
اضافی بہ نسبت انبیاء اپنی اپنی طبقہ کے ہون جیساکہ اس طبقہ مین حضرت عیسی کے نسبت انبیاء سابقہ خاتم الانبیاء کہے گئے ہین باوجود انکے
اس صورت کے مطلق تعدد خواتم کو کہ جملہ نبی کتب کی سے مستفاد ہی باطل کہنا خلاف اجماع ہی اور زیادہ تفصیل اس بحث کی
عنقریب پیش گذار ہوتی ہی **قال البعض** قول ابن عباس کا کسی یہودی سے ماخوذ ہی اسوجہ سے کہ ابن عباس قائل ہین کہ
اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو تمام عالم پر برگزیدہ کیا ہی اور اس قول سے انکے خلاف اس امر کا معلوم
ہوتا ہی **اقول** صحابہ دو قسم کی تہی بعض اصحاب ایسے تہی جو اسرائیلیات سے اخذ کرتی تہی جیسے عبد اللہ بن عمرو بن العاص وغیرہ
اور بعض اس سے اجتناب کرتی تہی بلکہ فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے اخذ کرتی تہی مثل ابو ہریرہ کے جیساکہ فتح الباری
وغیرہ مین مصرح ہی اور مثل ابو الدرداء کی جیساکہ سیوطی نے اپنی رسالہ بزوغ الہلال فی الخصال الموجبۃ للظلال مین تصریح
کی ہی اور مثل عمر و ابن عباس اور ابن مسعود وغیرہ جیساکہ سخاوی نے فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین لکہی ہین [illegible]

کعبا عن التحدیث بما فی الکتب المتقدمۃ فانّا الکثر کتبہ او لا تکذبنا بباطل اتحدثونہ واصح منہ قول ابن عباس لم ولوہ فیہا

کتابنا وقال ہذا الاجابۃ بہا الی الخبر ویکہ وکذا اتہی ابن مسعود وغیرہ من الصحابۃ انتہی اور صحیح بخاری میں موجود ہی کہ حضرت ابن عباس کتب اسرائیلیہ سے روایت کرنیسے منع فرماتے تھی غرضیکہ عبارت مذکورہ ہوگی پس احتمال اس کا کہ ابن عباس نے اس قول کو کسی یہودی سے اخذ کیا باطل ہی اور اس اثر سے صرف تشبیہ انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی نبی یا مساوات آپکے ساتھ کسی نبی کو ہرگز نہیں مفہوم ہوتی ہی تاکہ یہ حدیث مخالف اعتقاد ابن عباس ہو کیونکہ تشبیہ میں مساوات طرفین شرط نہیں ہی اور نہ افضلیت مشبہ تشبیہ صرف باعتبار بعض الفاظ کی ہی کلمہ نبیکم سے نہیں مستفاد ہی کہ ہر طبقہ میں ایک ایک نبی مماثل آنحضرت کی یا آپسے افضل ہی بلکہ سیاق سے مفہوم ہوتا ہی کہ ہر طبقہ میں ایک نبی ساتھ آنحضرت کر ہی اور مشابہت میں اتحاد جمیع صفات کمالیہ میں لازم نہیں پس ہوسکتا ہی کہ طبقہ کا نبی جو خاتم سلسلۂ نبوت ہو ساتھ آنحضرت کے مجرد ختم میں تشبیہ دیا گیا ہو اگرچہ دونو ختموں میں تفاوت ہو **قال البعض** کلمہ نبیکم کلمہ ارتداد ہی کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ نبی تمہارے ہیں ہمارے نہیں پس ایسا قول ابن عباس نہیں کہہ سکتی بلکہ کسی یہودی کا قول ہوگا **اقول** سبحان اللہ کیا تقریر ہی مضحکۂ صغیر وکبیر ہی اسقدر بھی معلوم نہیں کہ کلمہ نبیکم سے یہ کب مفہوم ہوتا ہی کہ وہ نبی ہمارے نہیں جیسے کسی نے کہا ہذا اخو زید اس سے یہ کب مستفاد ہوتا ہی کہ وہ فقط زید کا بھائی ہی اور کسی کا بھائی نہیں اور یہ کلمہ صحابہ میں شائع وذائع تھا

صحیح مسلم میں ابن مسعود سے مروی ہی من سرہ ان یلقی اللہ غدا مسلما فلیحافظ علی ہولاء الصلوات الخمس حیث ینادی بہن فان اللہ شرع لنبیکم سنن الہدی وانہن من سنن الہدی ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ہذا الرجل المتخلف فی بیتہ لترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم اور بھی صحیح مسلم میں حضرت عمر سے مروی ہی قال اما ان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یرفع بہذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین اور بھی صحیح مسلم میں ابو حسان سے مروی ہی قال قیل لابن عباس ان ہذا الامر قد تفشع بہ الناس ان من طاف بالبیت فقد حل الطواف عمرۃ فقال ابن عباس سنۃ نبیکم وان رغمتم اور صحیح بخاری میں ابن عباس سے مروی ہی قال یا معشر المسلمین کیف تسألون اہل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم احدث الاخبار باللہ اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں قال من سرہ ان یلقی اللہ آمنا فلیات الصلوات الخمس حیث ینادی بہن فانہن من سنۃ نبیکم ولا یقل ان لی مصلی فی بیتی فاصلی فیہ فانکم ان فعلتم ذلک ترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم اور ابن حجر اصابہ فی احوال الصحابہ میں لکھتے ہیں روی اسمٰعیل السدی عن انس لو بقی ابراہیم ابن رسول اللہ لکان نبیا ولکن لم یکن لیبقی فان نبیکم آخر الانبیاء پس اگر کلمہ نبیکم کلمہ ارتداد ہوتا حضرت عمر وابن مسعود وابن عباس ومعاذ وانس اسکے ساتھ تکلم نہ فرماتے **قال البعض** اثر ابن عباس میں تو کسی طرح نہیں ہی اسکے لازم آتی ہی تفضیل مفضول اور اگر قائل اسکا یہودی ہو تو البتہ وجہ ترک کی صحیح ہو سکتی ہی کہ یہ نہ ہو وہ مماثل ہیں ہی اسکے کوئی نہیں ورنہ یہ کب ہوسکتا ہی کہ آنحضرت کے چھ مثل موجود ہوں اور مثل موسی کا ایک بھی نہ ہو پس ثابت ہوا کہ اسکو ابن عباس نے کسی یہودی سے اخذ کیا **اقول** ابن جریر وغیرہ نے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہی قال ابن عباس فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق

اور ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا اسنادہ صحیح اور کلمہ یا علی الارض کا عام ہی پس معلوم ہوا کہ شامل ہوسبھی اون طبقات مین
ہوگا اور یہ بھی کہ بکم یا عیسی کعیسی یا نوح کنوح سے یہ نہین مستفاد ہی کہ ہر طبقہ مین ایک ایک نبی مانند ان انبیاء کی جمیع صفات
کمالیہ مین تھی تاکہ ذکر کرنا ہو بکہ دلالت کرے کہ یہ قول یہود کا ہی بلکہ اسقدر مفہوم ہوتا ہی کہ ہر طبقہ مین ایک نبی مانند
ان انبیاء کی تھے اگرچہ مشابہت بعض صفات مین ہو قال البعض یہ حدیث ابن عباس مخالف قرآن ہی کیونکہ
حق تعالی ارشاد کرتا ہی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور خبر آحاد مخالف قرآن کے باطل ہی اقول حدیث اگر ثابت امر
اسکے ہو کہ ہر طبقہ مین ایک ایک نبی آنحضرت کے زمانہ مین صاحب شرع جدید اور نبی مستقل تھا تو البتہ مخالف ہوگی حال آنکہ
یہ امر نہین ہی مستفاد نہین پس جائز ہی کہ وہ سلسلہ ختم ہو چکا ہو آنحضرت کے زمانہ کے قبل ہو گئے ہوں یا آنحضرت کے زمانے مین ہو کہ متبع
شریعت محمدیہ کے ہوں کیونکہ بعد آنحضرت کے یا زمانے مین آنحضرت کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہین بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ
ممتنع ہی چنانچہ ملا علی قاری رسالہ موضوعات مین زیر حدیث لو عاش ابراہیم لکان نبیا کے لکھتے ہین ای لو عاش لکان من اتباعہ
کعیسی وخضر والیاس فلا ینافض قولہ تعالی خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ انتہی اور حافظ ابن حجر اصابہ
فی احوال الصحابہ مین لکھتے ہین استدل البعض علی موت الخضر بقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی وبسط ابن حجر القول فی ذلک وتعقب
بعیسی فانہ نبی قطعا وثبت انہ ینزل الی الارض فی آخر الزمان یحکم بشریعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجب حمل النفی علی انشاء النبوۃ
لکل احد من الناس لا علی نفی وجود نبی کان قد نبی قبل ذلک انتہی قال البعض اہل اسلام کا یہ قول ہی کہ طبقات زمین کے
باہم متصل ہین اور اس اثر سے معلوم ہوتا ہی کہ طبقات جدا جدا ہین پس یہ اثر باطل ہی اقول اتصال طبقات زمین کا ہیئت
علماء ہیئت کا ہی اور وہ مردود ہی ساتھ احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتی ہین انفصال پر جامع ترمذی مین ابو ہریرہ سے
مروی ہی قال بینا جالس مع رسول اللہ فمرت سحابۃ فقال اتدرون ما ہذہ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ہذہ یسوقہا اللہ الی اہل بلد
لا یعبدونہ ولا یشکرونہ ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فوق ذلک موج مکفوف وسقف
محفوظ ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فوق ذلک سماء ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ
اعلم قال فوق ذلک سماء بینہما مسیرۃ خمسمائۃ عام حتی عد سبع سموات قال ہل تدرون ما تحتہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ارض اخر
بینہما مسیرۃ خمسمائۃ عام حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمسمائۃ عام انتہی مختصرا اور اسی طرح روایت کیا ہی اسحق بن راہویہ بزار
ابو الشیخ وابن ابی شیبہ نے اور بیہقی نے پس مستفاد ان احادیث صحیحہ سے اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہی کہ ہر طبقہ زمین دوسرے طبقہ سے جدا ہی
ہر طبقہ دوسرے طبقہ سے پانسو برس کی راہ ہی اور جو بعض اہل اسلام اتصال طبقات کو قائل ہوے انکو یہ حدیثین نہین
پہنچین [illegible] فتح الباری وغیرہ مین مصرح
ہی [illegible] عوام کہتے ہین کہ انکے
طبقات [illegible] کیونکہ ہوتی
ہو [illegible] طبقات کی کیفیت مین مختلف ہین

[illegible] ہر طبقہ میں [illegible]

لیکن ہر طبقہ میں حق جلشانہ نے ایک قسم کی روشنی پیدا کردی ہے کہ اوس سے وہ مستفید ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ زمین کے طبقات کروی نہیں ہیں بصورت [illegible] ہیں [illegible] آفتاب نیرہ کی روشنی ہر طبقہ میں پہنچتی ہے چنانچہ سلیمان جمل حاشیہ تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں فی مشاہدتہم السماء واستمدادہم الضوء قولان احدہما انہم یشاہدون السماء من کل جانب من ارضہم ویستمدون الضیاء منہا قال ابن عادل ہذا قول من جعل الارض مبسوطۃ والثانی انہم لا یشاہدون السماء وان اللہ خلق لہم ضیاء یشاہدونہ قال ابن عادل ہذا قول من جعل الارض کریۃ انتہی **قال البعض** بر تقدیر صحت حدیث ابن عباس کے لازم آتا ہے کہ اس طبقہ میں دو آدم ہوں اسلئے کہ عموم کل ارض شامل اس ارض کو بھی ہے [illegible] ایک آدم مثل آدم ہمارے لیکن لازم باطل ہے پس حدیث مذکور باطل ہے **اقول** مراد کل ارض سے ہر طبقہ زمین کا ہے طبقات تحتانیہ سے [illegible] طبقہ کل ارض سے بدلالت عقل خارج ہے جیسے عموم واللہ علی کل شیء قدیر سے ذات حق جلشانہ کہ شیء میں داخل ہے خارج ہے بدلالت عقل **قال البعض** یہ حدیث مخالف اجماع اہل اسلام ہے کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوقات ہیں **اقول** بلا شک [illegible] آنحضرت کی ذات افضل المخلوقات ہے لیکن اس حدیث سے کب اسکے خلاف ثابت ہوتا [illegible] اوسکا بطلان لازم آوے اسواسطے کہ تشبیہ کے لئے یہ ضرور نہیں کہ جملہ صفات [illegible] نہیں ہے [illegible] الکلام [illegible] باتباع [illegible] ولکم [illegible] من العلم [illegible] مولوی [illegible] صاحب [illegible] کا جواب [illegible] اور انکی خدمات کو [illegible] کرتا ہوں **قال** [illegible] ایک فتوی اثبات [illegible] انبیاء [illegible] اور نفی شمول نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم [illegible] لکھنوی کو دیکھا گیا اور [illegible] ثابت ہوا کہ [illegible] امور مذکورہ کا دعوی [illegible] آیہ کریمہ ومن الارض مثلہن بلفظ قال [illegible] صحیح کیا ہے [illegible] جسطرح ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم الرسل اس طبقہ میں ہیں اسیطرح وہاں ایک ایک خاتم ہر طبقہ میں ہے لیکن وہ خاتم مثل اس خاتم کے نہیں ہے **اقول** نسبت کرنا [illegible] شمول نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] طبقات طرف جواب فقیر کے افترا ہے کہ [illegible] مضمون نہیں [illegible] کا اسیقدر ہے کہ اثر [illegible] صحیح ہے اور طبقات باقیہ میں سلسلہ اولاد آدم [illegible] کا ہونا [illegible] خاتم مثل ہمارے خاتم کے [illegible] کہ ہمارے خاتم کی خاتمیت [illegible] اور چونکہ اثر ابن عباس [illegible] ہر طبقہ میں ثابت [illegible] کو واسطے ایک آخر [illegible] خاتم کا اطلاق کیا [illegible] خاتم اضافیہ [illegible] طبقہ کو [illegible] الانبیاء کی نبوت مستقلہ [illegible] **قال** [illegible] بقاعدہ [illegible] اصول [illegible] انبیاء و خاتم [illegible] صحیح ہے [illegible]

ہوسکتی ہے کہ ایک ایک خاتم ہر طبقہ میں ہو لہٰذا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اثر مذکور بالفاظ مختلفہ حضرت عبد اللہ بن عباس
سے وارد ہے ایک تو روایت ابن جریر طبری مفسر ہے عن شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض
مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق قال ابن حجر بعد ما اخرجه مختصرا اسناده صحیح اور لفظ نحو ما علی الارض سے معلوم
ہوتا ہے کہ ہر طبقہ زمین میں جن وانس و دواب وغیرہ موجود ہیں جیسا کہ اس عالم میں معہذا حضرت مجیب جو عبارت
بدائع الدہور وغیرہ سے ثابت کرتے ہیں کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس نوع مخلوقات کی قسم سے نہیں ہے وہ بنا بر مخالفت اثر
کے ہے **اقول** بدائع الدہور وغیرہ میں سکان طبقات باقیہ کا انحصار ان اقوام میں جنکا ذکر کیا ہے نہیں کیا ہے
تا مخالفت ساتھ اس اثر کو لازم آوے **قال** دوسری روایت حاکم اور بیہقی کی ہے اور کہا بیہقی نے اسناد اسکی صحیح ہے
مگر بغایت شاذ ہے پس یہ اثر بقاعدہ اہل فن حدیث کی قابل احتجاج نہیں بچند وجہ اول یہ کہ حدیث مذکور حسب اقرار
مجیب اور قول بیہقی ابن حجر و سیوطی کے شاذ ہے اور حدیث شاذ لائق احتجاج نہیں ابن ابی شریف خلاصہ مصطلح
اصول حدیث میں لکھتے ہیں الشاذ ہو الذی لیس له الا اسناد واحد شذ به شیخ ثقة او غیر ثقة فما کان من غیر ثقة فمتروک
وما کان عن ثقة فیتوقف فیه ولا یحتج به **اقول** اگر مراد یہ ہے کہ بعض افراد حدیث شاذ کی قابل احتجاج کے نہیں تو صحیح ہے لیکن
مضر نہیں کیونکہ حدیث مذکور بعض قسم سے ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ ہر شاذ قابل احتجاج نہیں تو غلط اور مخالف کتب
اصول حدیث کی ہے محدثین تصریح اس امر کی کرتے ہیں کہ شاذ کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود تفصیل اسکی جیسا کہ مقدمہ
ابن الصلاح میں مصرح ہے یہ ہے کہ جب کوئی راوی متفرد ہو ساتھ کسی حدیث کے پس اگر روایت اسکی مخالف ہے دوسرے راوی
احفظ اور اوثق کی اس صورت میں وہ شاذ مردود ہوگی اور اگر مخالفت نہ ہو بلکہ مجرد تفرد ہو پس اگر متفرد فی نفسہ حافظ
ثقہ عدل ہو روایت اسکی مقبول و شاذ صحیح ہوگی اور اگر مرتبت راوی حسن میں ہو حدیث اسکی شاذ حسن ہوگی اور اگر درجات
رواۃ الصحیح و حسن سے بعید ہو اس صورت میں شاذ منکر ہوگی اور حضرت معترض نے جو تعریف شاذ کی اور حکم اسکا ابن ابی شریف سے نقل کیا ہے کیفیت اسکی
یہ ہے کہ یہ تعریف شاذ کی خلیلی سے منقول ہے مگر ارباب تحقیق کے نزدیک مخدوش ہے کیونکہ اس تعریف پر لازم آتا ہے کہ متفردات ثقات کی مقبول
نہوں حالانکہ صحاح ستہ میں بہت افراد ثقات ہیں کہ وہ ائمہ کے مستند ہیں حافظ زین الدین عراقی شرح الفیة الحدیث
میں لکھتے ہیں اختلف اہل العلم بالحدیث فی صفة الحدیث الشاذ فقال الشافعی لیس الشاذ ان یروی الثقة ما لا یروی غیره انما
الشاذ ان یروی الثقة حدیثا یخالف ما روی الناس وحکی ابو یعلی الخلیلی عن جماعة من اهل الحجاز نحو هذا وقال الحاکم هو الحدیث
الذی یتفرد به ثقة من الثقات ولیس له اصل متابع لذلك الثقة فلم یشترط الحاکم فیه مخالفة الناس وقال ابو یعلی الخلیلی الذی علیه
حفاظ الحدیث ان الشاذ ما لیس له الا اسناد واحد یشذ بذلك ثقة کان او غیر ثقة فما کان غیر ثقة فمتروك لا یقبل وما کان
عن ثقة یتوقف فیه ولا یحتج به فلم یشترط الخلیلی فی الشاذ تفرد الثقة بل مطلق التفرد ورد ابن الصلاح ما قال الحاکم والخلیلی
بافراد الثقات الصحیحة فقال ابن الصلاح اما ما حکم الشافعی علیه بالشذوذ فلا اشکال فی انه شاذ غیر مقبول واما ما حکیناه
عن غیره فیشکل بما یتفرد به العدل الضابط الحافظ کحدیث انما الاعمال بالنیات واوضح من ذلك فی ذلك حدیث ابن دینار

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نہی عن بیع الولاء وہبتہ تفرد بہ عبد اللہ بن دینار وحدیث مالک عن الزہری
عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم دخل مکۃ وعلی راسہ المغفر تفرد بہ مالک عن الزہری فکل ہذہ مخرج فی الصحیحین
مع انہ لیس لہا الا اسناد واحد تفرد بہ ثقۃ وقد قال مسلم للزہری نحو تسعین حرفا یرویہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یشارکہ
فیہا احد باسانید جیاد وقال فہذا الذی ذکرناہ وغیرہ من مذاہب ائمۃ الحدیث یبین لک انہ لیس الامر فی ذلک علی الاطلاق
الذی اتی بہ الخلیلی والحاکم بل الامر فی ذلک علی تفصیل نبینہ فنقول اذا انفرد الراوی بشیء نظر فیہ فان کان مخالفا لما رواہ
من ہو اولی منہ بالحفظ لذلک واضبط کان ما انفرد بہ شاذا مردودا وان لم یکن فیہ مخالفۃ لما رواہ غیرہ وانما ہو امر رواہ
ہو ولم یروہ غیرہ فینظر فی ہذا فان کان عدلا حافظا موثوقا باتقانہ وضبطہ قبل ما انفرد بہ ولم یقدح الانفراد فیہ وان لم یکن ممن
یوثق بحفظہ واتقانہ لذلک الذی انفرد بہ کان انفرادہ بہ خارما لہ مزحزحا لہ عن حیز الصحیح ثم ہو بعد ذلک دائر بین مراتب متفاوتۃ
فان کان المنفرد بہ غیر بعید عن درجۃ الحافظ الضابط المقبول تفردہ استحسنا حدیثہ وان کان بعیدا من ذلک رددنا ما انفرد بہ
وکان من قبیل الشاذ المنکر انتہی آہ۔ قاضی بدر الدین بن جماعہ بعد نقل کلام ابن صلاح کے لکھتے ہیں ہذا التفصیل حسن انتہی اور فاضل
عبد الکریم بن عبد الرحمن اسعاف النظر شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں استقرار موارد استعمالہم النکر والشاذ یدل علی ان المنکر والشاذ
لا یلزم ان یکون حدیثا مردود الروایۃ انتہی۔ ان عبارات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ مطلق شاذ کو مردود کہنا جیسا کہ خلیلی نے
نقل کیا غلط ہے بلکہ شاذ کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود۔ پس اب سمجھنا چاہیے کہ اثر مذکور میں علت شذوذ جو تفرد مسلم بن صبیح
ابو الضحیٰ ہے مخالفت ثقات دیگر اور وہ فی نفسہ ثقہ ہے پس یہ حدیث شاذ مقبول ہوگی اور اگر شاذ مردود بھی ہو تو بھی
علت شذوذ کی حکم صحت کا نہ دیتا کیونکہ صحت مصطلح اہل حدیث میں سلامت عن العلل والشذوذ شرط ہے کما لا یخفی علی من
طالع المختصرات فضلا عن المطولات۔ **قال** دوم یہ کہ اثر مذکور اگرچہ تفسیر صحابی قرار دیا جاوے تو وہ حکم حدیث موقوف کا
رکھتا ہے اور حدیث موقوف نزدیک اہل فن کے حجت نہیں۔ **اقول** قول صحابی کا ایسے امور میں کہ جس میں رائے و اجتہاد کو
مداخلت نہ ہو جیسے اخبار بدء خلق و قصص انبیاء وغیرہ نزدیک محدثین کے حکم مرفوع میں ہے۔ حافظ ابن حجر شرح نخبۃ الفکر میں
لکھتے ہیں مثال المرفوع من القول حکما ما یقولہ الصحابی مما لا مجال للاجتہاد فیہ ولا لہ تعلق ببیان لغۃ او شرح غریب کالاخبار عن
الامور الماضیۃ من بدء الخلق واخبار الانبیاء او الآتیۃ کالملاحم والفتن واہوال یوم القیامۃ وانما کان لہ حکم المرفوع لان اخبارہ بذلک یقتضی
مخبرا لہ وما لا مجال للاجتہاد فیہ یقتضی موقفا للقائل بہ ولا موقف للصحابۃ الا النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور ابن حجر کتاب النکت علی ابن الصلاح میں لکھتے ہیں
ما قالہ الصحابی مما لا مجال للاجتہاد فیہ فحکمہ الرفع کالاخبار عن الامور الماضیۃ من بدء الخلق وقصص الانبیاء وعن الامور الآتیۃ کالملاحم
والفتن وصفۃ الجنۃ والنار والاخبار عن عمل یحصل بہ ثواب مخصوص او عقاب مخصوص انتہی۔ ان عبارات سے واضح ہوا کہ جو بعض علماء نے
اپنے رسائل میں تحریر کیا ہے کہ یہ قول تفسیر صحابی ہے جو متعلق ہے شان نزول کے ساتھ وہ حکم مرفوع میں ہے یہ امر بالکل غلط ہے اور سیوطی نے فتاویٰ حاوی
میں اور شرح جامع ترمذی میں اور ابو بکر ابن العربی نے شرح ترمذی میں اور امام فخر الدین رازی نے محصول میں اور ابن عبد البر نے شرح موطا میں
تصریح کی ہے پس بنا علی ہذا اثر ابن عباس جو متعلق ہے ساتھ بدء خلق و قصص انبیاء کے حکم مرفوع میں ہوگا اور قول ابن عباس کا فی کل ارض

آدم کا دیکھا الخ یعنیہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سمجھا جاویگا اگر یہ شبہہ ہووے کہ قول صحابی کا مالا یعقل میں حکم
مرفوع میں نہیں ہے بلکہ اوس صحابی کا جو اسرائیلیات سے اخذ نہیں کرتا ہے اور ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کرتے تھے پس انکا
قول حکم مرفوع میں نہوگا تو اوسکو یوں دفع کرنا چاہیے کہ یہ قید اگرچہ ابن حجر وغیرہ نے ذکر کی ہے لیکن سخاوی نے شرح الفیہ حدیث
میں اوسکو مقدوح کر دیا اور اسی کو اختیار کیا کہ قول صحابی مالا یعقل میں خواہ وہ صحابی آخذ عن الاسرائیلیات ہو یا نہ ہو حکم مرفوع
میں ہے عبارت اونکی یہ ہے قال ابن العربی فی القبس اذا قال الصحابی قولا لا یقتضیہ القیاس فانہ محمول علی المسند الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ومذہب مالک وابی حنیفۃ انہ کالمسند انتہی وہو الظاہر من احتجاج الشافعی فی الجدید بقول عائشۃ فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین حیث
اعطاہ حکم المرفوع لکونہ مما لا مجال للرای فیہ من اللہ دلالۃ ان ابا ہریرۃ حدث کعب الاحبار بحدیث فقدت امۃ من بنی اسرائیل لا یدری
ما فعلت فقال لہ کعب فانت سمعت ہذا من رسول اللہ قال نعم وتکرر ذلک الیہ فقال لہ ابو ہریرۃ افاقرأ التوراۃ اخرجہ البخاری فی بدء الخلق
من صحیحہ قال شیخنا ابن حجر فیہ ان ابا ہریرۃ لم یکن یاخذ عن اہل الکتاب وان الصحابی الذی یکون کذلک اذا اخبر بما لا مجال للرای فیہ یکون
للحدیث حکم الرفع انتہی وہذا یقتضی تقیید الحکم بالرفع بصدورہ عمن لم یاخذ عن اہل الکتاب وقد صرح شیخنا بذلک فی مسئلۃ تفسیر الصحابی
وسبقہ شیخہ لہذا التقیید ولشیخنا وفی ذلک نظر فانہ یبعد ان الصحابی المتصف بالاخذ عن اہل الکتاب یسوغ حکایۃ شیء من الاحکام الشرعیۃ التی
لا مجال للرای فیہا مستند الی ذلک من غیر عزو مع علمہ بما وقع فیہ من التبدیل والتحریف بحیث سمی عبد اللہ بن عمرو بن العاص صحیفتہ
بالصادقۃ احترازا عن الصحیفۃ الیرموکیۃ ولوقوعہ فی مقام التلبیس لیقتدی المجتہد بہا شاہد من ذلک انتہی اور ایسا ہی شیخ الاسلام ابو یحیی زکریا
الانصاری نے فتح الباقی شرح الفیۃ العراقی میں اختیار کیا عبارت اونکی یہ ہے ما اتی عن صحابی موقوفا علیہ حیث لا مجال فیہ للرای بان
لا یکون للاجتہاد فیہ مدخل حکمہ الرفع وان احتمل اخذ الصحابی عن اہل الکتاب تحسینا للظن انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ قول صحابی کا
مالا یعقل میں جب تک تصریح اخذ عن اہل الکتاب کے وارد نہ ہو وہ حکم مرفوع میں ہے اگرچہ وہ صحابی آخذ عن الاسرائیلیات ہو پس بنا بر تحقیق کے
ابن عباس حکم میں قول رسول اللہ کے سمجھا جاویگا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ قول اوس صحابی کا جو اسرائیلیات اخذ کرتا ہو حکم مرفوع میں نہیں
ہے تو بھی کچھ ضرر نہیں کیونکہ ابن عباس اون صحابہ میں سے ہیں کہ اخذ عن کتب بنی اسرائیل کو بد جانتے تھے اور ایسے اخذ نہیں کرتے تھے کما سیاتی تفصیلہ عنقریب
فائدہ بعض نا فہم کہتے ہیں کہ یہ قول ابن عباس کا اثر ہے حدیث نہیں اسوجہ سے مقبول نہوگا اور نہیں سمجھتے ہیں کہ حدیث اصطلاح محدثین میں
عام ہے قول رسول اور قول صحابی اور قول تابعی سے جیسا کہ سیوطی نے تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں لکھتے ہیں قال الطیبی الحدیث
اعم من ان یکون قول الرسول علیہ الصلوۃ والسلام والصحابی والتابعی وفعلہم وتقریرہم انتہی اور زیادہ اوسکی تفصیل اس کی بیچ شرح
رسالہ شریف میں جسکا نام ظفر الامانی فی شرح مختصر الجرجانی ہے کی ہے من شاء فلیرجع الیہ قال شیخ مرحوم سے کہ تنہا تصحیح حاکم کا
اس حدیث میں حجت نہیں چنانچہ بستان المحدثین وغیرہ میں ہے کہ بسبب تساہل بسیار کہ حاکم در تصحیح احادیث نمودہ و مثل احادیث
صحیحین نگاشتہ علما اعتماد بتصحیح او نکردہ اند لہذا ذہبی گفتہ حلال نیست کسی را کہ بتصحیح حاکم مغرور شود تا وقتیکہ تعقبات و
تلخیصات مرا نہ بیند اقول تنہا تصحیح حاکم کا بیشک نا معتبر ہے لیکن اس مقام پر کیا ضرر کریگا اسواسطے کہ بیہقی نے بھی حکم صحت اسناد میں
حاکم کی موافقت کی ہے اور ذہبی نے بھی خود موافقت حاکم کی کی ہے اختصار کر علی شرط البخاری و مسلم اور بعضوں کو حسن الاسناد کہا جیسا کہ اوپر

یعنی ابو البقاء محمد بن عبد اللہ بدر الدین شبلی نے آکام المرجان میں نقل کیا اور ارباب کشف کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح و صادق ہے جیسا کہ
بحر العلوم شرح مثنوی مولانا رومی میں دفتر اول میں لکھتے ہیں مراد از ارض اللہ واسعۃ ارضی ہست کہ شیخ اکبر در باب ہشتم از فتوحات
ذکر کردہ اند و این ارض مخلوق ہست از قدر بقیہ خمیر طینت آدم کہ باقی ماندہ از طینتی کہ آدم ازان مخلوق شدہ و درین ارض عالمی
پیدا کردہ است اللہ تعالیٰ بر صور ما یا آن از ابن عباس منقول ہست کہ دران مثل این خلق ہست تا اینکہ مثل ابن عباس شیخ اکبر گفتہ کہ این
روایت صادق ہست نزد اہل کشف انتہی **قال** خلاصہ یہ کہ قول ابن عباس اثر کی جو اسکی سند میں ہے شذوذ اور عدم متابعت
دور ہو جاتی ہے اور حدیث مذکور منکر سمجھی جاتی ہے **اقول** حدیث شاذ مطلقا مردود نہیں ہے بلکہ بعض منکر حسن ہے اور بعض
صحیح اور بعض مردود جیسا کہ مقدمہ ابن الصلاح میں ہے الصواب فیہ التفصیل الذی بیناہ آنفا فی شرح الشاذ انتہی **قال**
پانچویں یہ کہ صحت اسناد حدیث سے صحت متن حدیث لازم نہیں آتی کیونکہ اکثر ایسے احادیث ہیں کہ انکی اسناد صحیح ہیں
اور اسکے متن میں شذوذ یا علت واقع ہے کہ صحت حدیث سے مانع ہے اور یہ اثر بباعث شذوذ و عدم متابعت کے اسی طرح ہے
اسی واسطے قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے فصلہ انہ لا یلزم من صحۃ الاسناد صحۃ المتن کما ہو معروف عند اہل ہذا الشان
فقد یصح الاسناد ویکون فی المتن شذوذ او علۃ تقدح فی صحتہ ومثل ہذا لا یثبت بالحدیث الضعیف وقال فی البدایۃ ہذا محمول
ان صح نقلہ علی انہ اخذہ من الاسرائیلیات اور اسی طرح سخاوی نے مقاصد حسنہ میں لکھا ہے حدیث الارضون سبع فی کل ارض
من الخلق مثل ما فی ہذہ حتی آدم کآدمکم وابراہیم کابراہیمکم وہو محمول ان صح نقلہ عن ابن عباس علی انہ اخذہ من الاسرائیلیات ای اقاویل
بنی اسرائیل مما ذکر فی التوراۃ واخذہ عن علمائہم ومشائخہم کما فی شرح النخبۃ وذلک وامثالہ اذا لم یخبر بہ معصوم ولیس صحیح سندہ
الیہ فہو مردود علی قائلہ انتہی بلفظہ ومثل ہذا لا یثبت بالحدیث الضعیف اور لفظ ہذا ان صح پر غور فرمائیے اور سمجھیے کہ
سخاوی و قسطلانی و صاحب ابیہ صحت اس حدیث کے قائل نہیں **اقول** اس مقام پر چند طرح کا کلام ہے **اول** یہ کہ اگرچہ صحت
اسناد صحت متن کو مستلزم نہیں اور حکم صحت اسناد سے حکم صحت متن لازم نہیں مگر جب حافظ معتمد ایک حدیث کو
صحیح الاسناد لکھدے اور اس میں کوئی علت بیان نہ کرے تو ظاہر اس سے حکم صحت متن کا ہوتا ہے ابن الصلاح تحریر کرتے ہیں
غیر ان المصنف المعتمد منہم اذا اقتصر علی قولہ انہ صحیح الاسناد ولم یذکر لہ علۃ ولم یقدح فیہ فالظاہر منہ الحکم بانہ صحیح فی نفسہ لان عدم العلۃ
والقادح ہو الاصل انتہی اور حافظ عراقی شرح الفیہ میں بعد نقل اس کلام کے کہتے ہیں قلت کذلک ان اقتصر علی قولہ حسن الاسناد ولم
یعقبہ بضعف فہو ایضا محکوم لہ بالحسن انتہی اور اثر متنازع فیہ میں حاکم نے صحیح الاسناد پر اقتصار کیا اور نقاد فن ابو عبد اللہ
ذہبی نے جنکا اعتماد اور حفظ ارباب فن پر مخفی نہیں اور تصحیح حاکم بعد تطبیق انکے کلام کے مقبول ہوتی ہے نہیں اسنادہ حسن پر اقتصار فرمایا
پس ظاہر اس سے صحت متن بھی معلوم ہوئی **دوم** یہ کہ بیہقی نے بھی اسکو صحیح کیا اور بطور استدراک کے شذوذ کو بیان کر دیا جیسا کہ
زرقانی اور سیوطی و ابن حجر وغیرہ اپنی اپنی تصانیف میں نقل کرتے ہیں قال البیہقی اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم لابی
الضحی علیہ متابعا لیکن یہ شذوذ صحت حدیث میں قادح نہیں اس واسطے کہ اس مقام پر شذوذ سے تفرد ثقہ ہے نہ بطور مخالفت
راوی اوثق اور صحت حدیث میں جو شذوذ مخل ہے وہ بمعنی مخالفت اوثق و ارجح ہے جیسا کہ سیوطی نے تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں

تحت قول المؤلف لیس بشاذ ولا معلّل جو تعریف صحیح میں واقع ہے لکھتے ہیں قیل لم یفصح بمراده من الشذوذ ههنا وقد ذکر

في نوعه ثلاثة اقوال مخالفة الثقة لارجح منه وتفرد الثقة مطلقا وتفرد الراوي مطلقا ورد الاخیرین بان الظاهر انه اراد ههنا

الاول انتهی اور سخاوی فتح المغیث شرح الفیة الحدیث میں لکھتے ہیں انهم فسروا الشذوذ المشترط نفیه ههنا بمخالفة الراوي

في روایته من هو ارجح منه عند تعسّر الجمع بین الروایتین انتهی پس مجرد شذوذ کو مدار ضعف کا کرنا اور تفرد مجرد کو مخل صحت حدیث

نہ گرداننا جیسا کہ حلبی نے انسان العیون میں اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں اور زرقانی نے شرح مواہب میں واقع ہوا ہے مخدوش

اور مخالف کلام محدثین ہے اسواسطے کہ یاں جس پیش شذوذ بطریق مخالفت راوی وثوق کی نہیں ہے بلکہ بطریق مجرد تفرد ابو الضحی جیساکہ

بیہقی نے خود ہی شذوذ کی توضیح بلفظ لا اعلم لابی الضحی متابعا علیه کی ہے اور قادح صحت حدیث نہیں شذوذ اول ہے ثانی سوم

یہ کہ حضرت مورد نے جو مقاصد سے عبارت نقل کی اوسکا کہیں نشان نسخ مستند اولہ مقاصد میں نہیں ہے بلکہ فقیر میں جو نسخہ بطور تبرک کے

دیار عرب سے آیا نہایت عمدہ وصحیح ہے مصنف کے روبرو اول تا آخر اونکی تلامذہ نے پڑھا ہے اور اوسپر جابجا مصنف کا خط موجود ہے اوس

نسخہ میں کہیں اس حدیث کا ذکر ہی نہیں ہے چہ جائیکہ ضعف کا ذکر ہو البتہ نسخہ مملوکہ مولوی محمد عبد القادر صاحب بدایونی ابن مولوی

فضل رسول مرحوم میں اس حدیث کا ذکر ہے چنانچہ اونہوں نے بتاریخ ۲۸ شعبان سنہ رواں میں جب اس شہر میں وہ تشریف

لائے تھے اپنا نسخہ دکھایا اوس میں عبارت یہ ہے حدیث الارضون سبع فی کل ارض نبی کنبیکم البیهقی فی بدء الخلق من الاسماء والصفات له

من طریق عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قوله تعالی سبع سموات ومن الارض مثلهن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم

وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراهیم کابراهیم وعیسی کعیسی وفی طریق عمرو بن مرة عن ابی الضحی بلفظ فی کل ارض نحو ابراهیم قال ابن کثیر

بعد عزوه لابن جریر بلفظ فی کل ارض من الخلق مثل ما فی هذه حتی آدم کآدمکم فهو محمول ان صح نقله عنه ای عن ابن عباس علی انه اخذه

من الاسرائیلیات وذلک واشباهها اذا لم یخبر به ویصح سنده الی المعصوم فهو مردود علی قائله انتهت اور ایک نسخہ مقاصد کا جو بعض احباب الٰہ آباد

سے لائے اوس میں بھی یہی عبارت ہے مع زیادتی اس جملہ کے بعد روایت عمرو بن مرہ کے قال البیهقی اسناده صحیح عن ابن عباس ولکنه شاذ بمرة

لا اعلم لابی الضحی متابعا علیه اور اس عبارت میں کلمہ ان صح کا کلام سخاوی کا نہیں ہے تاکہ اوسکا اقرار ضعف ثابت ہو بلکہ کلام ابن

کثیر سے منقول ہے اور اونکی تشکیک اس باب میں معتبر نہیں ہے اسوجہ سے کہ عدم صحت کی کوئی وجہ قابل اعتبار نہیں قال حتی یہ

کہ محققین اہل تفسیر وحدیث کے نزدیک ماخذ اس حدیث کا اسرائیلیات ہے کما قال السخاوی وابن کثیر ونقله القسطلانی عن [illegible]

اقول مفسرین سے کسی نے یہ احتمال نہیں پیدا کیا مگر ابن کثیر نے اور اونکی اتباع سے اور محدثین میں کسی نے بطور خود یہ احتمال

ذکر نہیں کیا بلکہ جسنے ذکر کیا اوسنے بطور نقل کے ابن کثیر سے ذکر کیا اور یہ احتمال محض مردود ہے دو وجہ سے اول یہ کہ جب صحابی جزم

کرے کسی امر کے ساتھہ بطور حتم کے کوئی امر ارشاد کرے اوسکو یہ کہنا کہ اہل کتاب سے ماخوذ ہے ہرگز نہ چاہیے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب جس امر کی تمکو خبر دیں اوسکی تصدیق کرو نہ تکذیب اور صحابہ اس امر کو خوب سمجھتے تھے پس اگر وہ

کلام اہل کتاب سے ماخوذ ہوتا تو صحابی جزم نہ کرتے. سیوطی اتقان فی علوم القرآن میں لکھتے ہیں نقل الصحابة عن اهل الکتاب قلیل من

نقل التابعین ومع جزم الصحابی بما یقوله کیف یقال انه اخذه عن اهل الکتاب وقد نهوا عن تصدیقهم انتهی دوم یہ کہ حضرت ابن عباس

شیب سرینکی و احاد لو ... صحیح سمجھے ہیں اور ابن حجر فرماتے ہیں چنانچہ صحیح بخاری میں ہے حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا حاتم بن اسمٰعیل
قال حدثنا ایوب عن عکرمة عن ابن عباس قال کیف تسألون اہل الکتاب عن کتبہم وعندکم کتاب اللہ اقرب الکتب عہدا باللہ تقرؤنہ
محضا لم یشب حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری اخبرنی عبید اللہ بن عبد اللہ ان ابن عباس قال یا معشر المسلمین
کیف تسألون اہل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم احدث الاخبار باللہ محضا لم یشب وقد حدثکم اللہ ان
اہل الکتاب قد بدلوا من کتب اللہ وغیروا فکتبوا بایدیہم الکتب قالوا ہو من عند اللہ لیشتروا بذلک ثمنا قلیلا او لا ینہاکم ما جاءکم من
العلم عن مسألتہم ولا واللہ ما رأینا رجلا منہم یسألکم عن الذی انزل علیکم پس باوجود اس خبر کے عقل نہیں تجویز کرتی ہے کہ
خود ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کریں **قال** ساتویں یہ کہ برتقدیر قبول و تسلیم ثبوت اثر کے اہل علم حدیث نے تاویل اس
اثر کی اس طرح کی ہے کہ ان طبقات میں ہیں مقتدا اور پیشوا ہیں جو بنام آدم اور ابراہیم و عیسی و محمد مشہور ہیں اور درحقیقت
وہ لوگ رسل رسل یعنی واسطے پیغمبران ہیں کہ قوم جن کو انبیاء اور رسل کی طرف سے تبلیغ کرتے ہیں چنانچہ قسطلانی نے ارشاد الساری
میں لکھا ہے وعلی تقدیر ثبوتہ یحتمل ان یکون المعنی ثم من یقتدی بہ یسمی بہذہ الاسماء وہم رسل الرسل الذین یبلغون الجن عن انبیاء اللہ
اقول مخفی نہیں ہے کہ اثر ابن عباس میں علماء کی تین مسلک ہیں **مسلک اول** کہ اثر مذکور سے غرض اثبات عالم مثال ہے
جو برزخ ہے درمیان عالم الغیب و عالم شہادت کی اور یہی مسلک صوفیہ کا ہے چنانچہ قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی اپنی کتاب الخمیس
فی احوال النفس نفیس میں لکھتے ہیں فی الفتوحات المکیة ان اللہ لما خلق آدم الذی ہو اول جسم انسانی تکون جعلہ اصلا لوجود
الاجسام الانسانیة فضلت من خمیر طینتہ فضلة خلق منہا النخلة فہی اخت لآدم وہی لنا عمة وسماہا الشرع لنا عمة وشبہہا
بالانسان ولہا اسرار عجیبة دون سائر النبات وفضل من الطینة بعد خلق النخلة قدر السمسمة فی الخفاء فمد اللہ من تلک الفضلة
ارضا واسعة الفضاء وخلق اللہ من جملة عوالمہا عالما علی صورنا اذا ابصرہم العارف یشاہد نفسہ فیہم واشار الی مثل ذلک
عبد اللہ بن عباس فیما روی عنہ فی حدیث ہذہ الکعبة بیت واحد من اربعة عشر بیتا وان فی کل ارض من السبع الارضین خلقا مثلنا
حتی ان فیہم ابن عباس مثلی وثبتت ہذہ الروایة عند اہل الکشف انتہی اور مصباح الظلام فی ذکر منازل الحکماء الاعلام میں ہے اعلم ان الاحادیث
الدالة علی المثال کثیرة جدا منہا ما روی عن ابن عباس فی حدیث الکعبة انہا بیت واحد من اربعة عشر بیتا وان فی کل ارض من الارضین
السبع خلقا مثلنا حتی ان ابن عباس مثلی انتہی **دوسرا مسلک** تاویل کا ہے کہ ہر طبقہ میں ایک ایک مقتدا اور ہادی ہوتا ہے کہ ایک
نبی اس طبقہ میں احکام کو ہمارے نبی کی اپنی قوم سے پہنچاتا تھا اور وہ ہادی اس طبقے کے نبی کے نام سے تھا مثلا حضرت آدم کے عہد میں ایک
ہر طبقہ میں تھا کہ آدم سے وہ احکام ماخوذ کر کے اپنی طائفہ کو سناتا تھا اور وہ باسم آدم تھا اور یہی مراد آدم کا ذکر سے ہے وعلی ہذا القیاس
ابراہیم کا ابراہیم و عیسی کا عیسی سالم نبی ہے لیکن اس سے ان کو نبی کہا گیا ہے قسطلانی نے اور سیوطی اور زرقانی نے مگر کسی نے
اس کی سند ہم نہیں کیا بلکہ یہ احتمال ذکر کر کے رسالت تشریعی کا بیان کیا چنانچہ قسطلانی نے یحتمل کے لفظ سے
تعبیر کیا اور سیوطی نے بلفظ یمکن ان یاول ذکر کیا حلبی انسان العیون میں لکھتے ہیں قال السیوطی ویمکن ان یاول علی ان
المراد بہم النذر الذین کانوا یبلغون الجن عن انبیاء البشر ولا یبعد ان یسمی کل منہم باسم النبی الذی یبلغ عنہ ہذا کلام

کان لنبینا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم رسول من الجن اسمہ کاسمہ ولعل المراد اسمہ المشہور وہو محمد فلیتامل انتہی ملخصاً مسلک
تحقیق وہ یہ کہ ہر طبقہ مین وہان کی سکان پر انبیاء مبعوث ہوئی اور وہ رسل من جانب اللہ جل جلالہ تہی مثل انبیاء اس طبقہ
کی نہ یہ کہ فقط سفیر ہون درمیان ہمارے رسول کے اور وہانکی سکان کے اور اسیکو اختیار کیا ہی قاضی بدر الدین شبلی حنفی نی آکام المرجان
فی احکام الجان مین عبارت اونکی باب سادس عشرین مین یہ ہی جمہور العلماء خلفاً وسلفاً علی انہ لم یکن من الجن قط رسول وقال ابن جریر
حدثنا ابن حمید حدثنا یحیی بن واضح حدثنا عبید بن سلیمان قال سئل الضحاک عن الجن ہل کان فیہم من نبی قبل ان یبعث النبی
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فقال الم تسمع الی قول اللہ یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی یعنی بذلک رسلاً من الانس
ورسلاً من الجن وقال ابن حزم لم یبعث الی الجن نبی من الانس البتۃ قبل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وکان النبی یبعث الی قومہ قال
ابن حزم وبالیقین ندری انہم قد انذروا فصح انہم جاءہم انبیاء منہم قلت ویدل علی ما قالہ الضحاک ما رواہ الحاکم فقال حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی
حدثنا عبید بن غنام حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس قال ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین
فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی قال شیخنا الذہبی اسنادہ حسن قلت ولہ شاہد قال الحاکم
حدثنا احمد بن ... حدثنا ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی
خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن قال فی کل ارض نحو ابراہیم قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم رجالہ ائمۃ انتہی ملخصاً
اب سمجھنا چاہیے کہ مسلک اول چونکہ متعلق بحث عالم مثال یا طریقہ کشف ہی بحث سے خارج ہی اور مسلک دوم بظاہر مخالف ہی لفظ
نبی کنبیکم کی اسوجہ سے کہ یہ لفظ دال ہی اس امر پر کہ ہر طبقہ مین ایک ذات موصوفہ بالنبوۃ ہی اور وہ شبیہ ساتہہ نبی ہمارے کی ہی
اور ارباب اس مسلک نے کوئی نبی حقیقۃ کسی طبقہ مین کسی زمانے مین تجویز نہین کیا بلکہ ایک ایک سفیر ہر نبی کیطرف سے تجویز
کیا علاوہ ازین آدم کآدمکم مین تشبیہ کو مجرد شرکت اسمی اور ہدایت پر حمل کرنا خلاف معقول ہی اعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال
قال آٹہوین یہ کہ نصوص بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کی طرف جملہ عالم کی یعنی جن وانس واہل طبقات ارض کے شامل
ہی عرش اعلی سے فرش سفلی تک جو عالم ہی وہ بعثت آنحضرت مین داخل ہی پس اسلیے تخصیص نصوص قطعیہ کے حدیث مرفوع صحیح لفظ
معصوم درکار ہی نہ اثر شاذ موقوف بی اعتبار اقول اصل مقصود یہ ہی کہ اثر مذکور سے بقدر صاف معلوم ہوتا ہی کہ جس طرح سلسلہ
نبوت اس طبقہ مین واسطے ہدایت لوگان طبقہ ہذا کی تیار ہوا اوسی طرح ہر ہر طبقہ مین سلسلہ نبوت واسطے ہدایت وہانکی سکانکی تیار ہوا
اور چونکہ لا متناہی سلسلے کے باطل ہی لاجرم ہی کہ ہر طبقہ مین ایک مبدا سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے ساتھ مشابہ کیا گیا اور ایک
آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ دیا گیا باقی رہا یہ امر کہ سلاسل طبقات تحتانیہ مبدا ومنتہی مین ساتھ اس طبقہ کے سلسلے کے
متحد یا متغایر ہون بطور یکہ آدم کے زمانے مین آدم اور نوح کے زمانے مین نوح وخاتم الانبیاء کے زمانے مین خاتم وعلی ہذا القیاس یا قبل مبدا اس سلسلے کے
مختتم ہوگئی یا مبدا مین معیت زمانی ہوئی اور اختتام انکا قبل اختتام سلسلے کے ہوا یا بعد ہوا یا مبدا اور منتہی دونون مین
تقدم یا تاخر ہوا یا منتہی مین معیت ہوئی اور مبدا مین تقدم یا تاخر ہوا یہ سب اور امثال اسکی احتمالات عقلیہ ہین اور چونکہ اثر
مذکور تعیین کسی ایک احتمال سے ساکت ہی اور نہ تعیین کسی دلیل ونص سے ثابت ہی لہذا ہم بہی سکوت کرتے ہین لیکن حکم تخصیص نصوص عامہ

مثل لیکون للعالمین نذیرا و ارسلت الی الخلق کافۃ وغیرہ سے خصوصاً عموم بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہیں اور کوئی عصر انکا معتد بہ معلوم نہیں ہوتا لہٰذا ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ عالمین پر مبعوث ہوئے اور یہ بھی نصوص سے مثل حدیث لوکان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی وغیرہ سے معلوم ہے کہ اگر انبیاء سابقین سے کوئی نبی آنحضرت کا ہمعصر ہوتا تو وہ مطیع آنحضرت ہوتا اگرچہ بہ نسبت اپنی قوم کے نبی ہوتا اور اسی وجہ سے علماء نے تصریح کی ہے کہ حضرت خضر اور الیاس علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ بقید حیات ہیں مطیع شریعت محمدیہ ہیں اور حضرت عیسیٰ جب نزول فرماوینگے متبع اس شریعت کے ہونگے اور سیوطی اپنے رسالہ اعلام فی حکم عیسیٰ علیہ السلام میں سبکی سے نقل کرکے لکھتے ہیں قال السبکی فی تفسیر لما من نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان بعث محمد فی زمانہ لیؤمنن بہ ولینصرنہ ویوصی امتہ بذلک فی ذلک من التنویہ بالنبی وتعظیم قدرہ ما لا یخفی وفیہ مع ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم فتکون نبوتہ ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ ویکون قولہ بعثت الی الناس کافۃ لا یختص بالناس من زمانہ الی یوم القیامۃ بل یتناول من قبلہم ایضاً الی ان قال السبکی فالنبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نبی الانبیاء ولو اتفق مجیئہ فی زمن آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ وجب علیہم وعلی اممہم الایمان بہ ونصرتہ وبذلک اخذ اللہ المیثاق علیہم وانما امرہ موقوف علی اجتماعہم معہ فلو وجد فی عصرہم لزمہم اتباعہ بلا شک ولہذا یاتی عیسیٰ فی آخر الزمان علی شریعتہ وہو نبی کریم علی حالہ لا ینقص منہ شیء وکذلک لو بعث النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فی زمانہ او فی زمان موسیٰ وابراہیم ونوح وآدم کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم الی اممہم والنبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی علیہم ورسول الی جمیعہم فنبوتہ ورسالتہ اعم واشمل واعظم انتہی اور یہ بھی نصوص قطعیہ سے مثل ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ولا نبی بعدی ولو کان بعدی نبی لکان عمر وغیرہ سے ثابت ہے کہ کوئی نبی کسی مقام میں بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے مبعوث نہیں ہوا اور نہ ہوگا پس بسبب ان وجوہ کے ہم کہتے ہیں کہ آخر سلاسل باقیہ صاحب شرع جدید بعد عصر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نہیں ہوسکتا ورنہ خاتمیت باقی نہ رہے گی پس یا قبل عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ہوا ہوگا یا ہمعصر بر تقدیر اول آنحضرت کی خاتم حقیقی ہونے میں کسیطرح کا شبہ نہیں ہے اور بر تقدیر ثانی احتمال اس کا کہ دعوت اسلام خاص ساتھ اس طبقہ کے ہو اور ختم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مخصوص ساتھ اس طبقہ کے انبیاء کے ہو اور طبقہ تحتانیہ میں انکی ہی دعوت ہو قائم ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ بعثت محمدیہ تمام مکلفین کو شامل ہے اور تخصیص کسی زمان یا مکان کی نہیں کیونکہ طبقات تحتانیہ کے سکان جو معاصر ہمارے خاتم الانبیاء کے ہونگے وہ مکلف و ممیز تھے یا نہ تھے اگر مکلف نہ تھے تو انکو کسی نبی کی بعثت کی حاجت نہیں ہے اگر مکلف تھے تو ضرور بعثت نبویہ میں داخل ہونگے جیسا کہ لفظ عالمین و خلق کا اقتضا ہے اور تخصیص اسکی ساتھ خلق اوپر کے اس طبقہ کے اگرچہ فی نفسہ ممکن ہے لیکن بغیر قیام کسی دلیل قطعی آخر کی کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبویہ پر ساتھ اس طبقہ کی ہرگز تخصیص نہیں ہوسکتی اور بحر العلوم مولانا عبد العلی نے اپنے رسالہ احوال قیامت میں جو مسمیٰ بفتح الرحمن ہے اس مسئلہ کی تصریح کی ہے کہ خاتم الرسل کے زمانہ میں کوئی رسول صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا ہے بلکہ جو مکلف زمانہ نزول شرع محمدی میں ہوگا وہ پابند ساتھ اسی شریعت کے ہوگا عبارت انکی یہ ہے ختم ولایت منافی آن نیست کہ باشد در زمان وے ولی دیگر آری می خواہد کہ بعد وے ولی نباشد چنانکہ فرمودہ اند لا یکون بعدہ ولی و نہ فرمودند فلا یکون معہ و اما ختم خاتم رسالت این حکم نیست و بودن احد

از رسل در زمان خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ممتنع ست زیراکہ مقتضی ختم رسالت دو چیز ست یکی آنکہ بعد وی
رسول نباشد و دیگر آنکہ شرع وی عام باشد و ہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وی اتباع شرع وی بر وی واجب فرض
ست و سرش آنکہ ہمہ رسل را اخذ شرع مستمد از خاتم رسالت اند بلکہ نائب اند در دعوت بسوی الٰہی کہ فی الحقیقت شرع
خاتم الرسل ست کہ نازل شدہ بعد وی بر رسل آخرین و مستمد را اطاعت ممد ضرور ست و چونکہ شرع وی عام باشد پس دیگر
صاحب شرع نباشد بخلاف خاتم الولایت کہ صاحب شرع نیست بلکہ آن ولی کہ خاتم الولایت ست و دیگر ولی تابع شرع
خاتم الرسالت اند انتہی ملخصا پس تقدیر اتحاد عصر ابن عباس کا اعتقاد رکھنا چاہیے کہ وہ آخر سلاسل تحتانیہ ہمارے خاتم کے متبع ہونگے اور اپنے سکان کی
بہ نسبت رسول اور مکمل قصر نبوت ہونگے پس خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر تقدیر حقیقی ہوگا اور دعوت آپکی عام ہوگی اور ختم آخر
سلاسل تحتانیہ اضافی ہوگا بہ نسبت انہی طبقہ کی نہ بہ نسبت جملہ طبقات کے الحاصل مقصود نبی کنبیکم سے تشبیہ آخر ایک ایک طبقہ کو ساتھ خاتم جملہ طبقات
کی مجرد ختم میں ہے نہ ختم حقیقی میں ورنہ مماثلت صفات مختصہ میں لازم آئیگی **قال** اور قول ضحاک کا کہ اللہ نے بھیجا اہل جن میں ایک پیغمبر
کہ نام اسکا یوسف تھا ناوارد و مردود ہے اور نزدیک محققین کے بوجہ مخالفت نص کے غیر مقبول ہے **اقول** نسبت اس قول کے طرف
ضحاک کی غلط ہے بلکہ یہ قول ابن عباس ہے جیسا کہ آکام المرجان میں ہے ذکر اسحق بن بشر فی المبتدا عن ابن عباس ان الجن قبل ان
نبیا الیہم قبل آدم اسمہ یوسف وان اللہ بعث الیہم رسولا وامرہم بطاعتہ انتہی اور ایک روایت میں ابن عباس سے وارد ہے کہ
ولقد جاءکم یوسف من قبل میں مراد یوسف نبی جن ہیں نہ یوسف بن یعقوب جیسا کہ زرقانی لکھتے ہیں قیل بعث اللہ رسولا
واحدا من الجن الیہم اسمہ یوسف ونقل عن ابن عباس انہ المراد فی قولہ تعالیٰ ولقد جاءکم یوسف انتہی اور علما محققین نے اس تفسیر کو
شاذ لکھا ہے سیوطی اتقان میں لکھتے ہیں اشد من ذلک غرابۃ ما حکاہ النقاش والماوردی ان یوسف المذکور فی سورۃ غافر من
الجن بعثہ اللہ رسولا الیہم انتہی اور قول ضحاک کا یہ ہے کہ جن میں بھی انبیا ہوئے ہیں اور یہی مذہب ابن حزم وغیرہ کا ہے اور ظاہر
قرآن واحادیث بھی اسی مذہب کے موافق ہے اور تاویل جو جمہور کرتے ہیں بلا ضرورت واقع ہوتی ہے اور مخالف ہونا قول
ضحاک کا نصوص کے باطل ہے کیونکہ بخلاف ضحاک کا قبل عصر خاتم الانبیاء میں ہے لیکن عصر خاتم الانبیاء میں اسمیں وہ بھی عموم بعثت کے
قائل ہیں جیسا کہ مواہب لدنیہ وغیرہ میں مسطور ہے **قال** اور عبارت آکام المرجان سے معلوم ہوتا ہے کہ وجود جن کا طبقات ہفت زمین
میں محقق ہے بنا علیہ دعوی مجیب کا کہ مخلوقات طبقات باقیہ کی اس مخلوقات کی صنف سے نہیں اور انبیاء مخلوقات طبقات
باقیہ کی انہیں کی صنف سے اور انہیں کی جنس سے ہونگے جیسے ہمارے خاتم الانبیاء ہمارے جنس سے درست نہیں کیونکہ بعثت
آنحضرت طرف جن کے بنص قطعی و اجماع ثابت ہے **اقول** ممکن ہے کہ آخر انبیاء جن بھی جن ہوں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم بر تقدیر اتحاد عصر وہ پیرو ہی اور اپنی قوم پر مبعوث ہونگے پس خاتم ہونا جنس جن کے بر تقدیر وجود جن طبقات باقیہ میں لفظ نبی
کنبیکم سے مستفاد ہے منافی نص عموم بعثت و اجماع کے نہیں ہے **قال** اور عجیب ہے کہ مجیب صاحب نے اثر ابن عباس ہے بحوالہ فتح الباری کے
نقل کیا کہ فی کل ارض مثل ابراہیم نحو ما علی الارض الخ اور اس سے یہ ثابت ہے کہ طبقہ زمین میں جن یا انس وغیرہ ہیں
جیسا کہ طبقہ علیا میں ہیں پس امر مجیب کے نزدیک کیونکر ثابت ہوا کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کے صنف سے نہیں **اقول**

یہ امر آدم کا دلکم سے ثابت ہوا اور ممکن ہے کہ طبقات باقیہ کے کچھ سکان مخالف اس صنف کے ہوں اور کچھ موافق سکان اس طبقے
ہیں دونوں اثر میں تعارض نہیں **قال** اور زیادہ تر تعجب ہے کہ مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی اور بدائع الدہور
سے نقل کیا کہ طبقۂ ہفتم زمین مسکن ابلیس اور اوسکی جنود کا ہے جب موافق نقل مجیب کے ساتواں طبقہ زمین کا مسکن
ابلیس اور اوسکی ذریات اور لشکر کا ٹھہرا تو لامحالہ پیغمبر ہونا آنحضرت کا اور خاتم النبیین ہونا آپکا نسبت سکان
ساتویں طبقہ زمین ثابت ہوا **اقول** کسطرح سے محل تعجب نہیں اسواسطے کہ درمیان عموم بعثت و ختمیت حقیقی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اور درمیان ہونے خاتم انبیاء جن کے اونہیں کی صنف سے کسیطرح کی منافات نہیں ہے کما مر مرارا
قال اور معلوم ہو کہ مجیب صاحب نے قبل از نقل کلام عرائس ثعلبی بدائع الدہور کے شہاب الدین خفاجی سے نقل کیا کہ ہم اعتقاد
کرتے ہیں تحقیق زمین سات ہیں جیسا آسمان اور اوسمیں باشندگان ہیں بعد جاننا اونکو الغرض نقل مجیب تعیین و عدم تعیین جنس
عوالم و اوادم زمین میں مختلف ہے **اقول** تعیین یا عدم تعیین کا علی سبیل التعیین ہونا تھا اختلاف اقول مقصود مجیب کا غرض اثبات
صحت حدیث و وجود طبقات و تعدد اوادم بحسب طبقات تھی اور چونکہ سکان طبقات باقیہ میں عبارات مختلف تھیں بعض تو
تعیین پر دلالت کرتی تھیں اور بعضی ابہام پر اسواسطے دونوں قسم کی عبارت تبرعا نقل کردی گئی **قال** اور حقیقت حال یہ ہے کہ
جو حدیث مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی سے نقل کیا وہ نزدیک محدثین کے معروف نہیں بلکہ وہ من آثار موضوعہ نمایان ہے اسواسطے
نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں فرمایا ذکر الثعالبی فی تفسیرہ فصلا فی خلائق السموات والارضین واشکالہم واسمائہم اضربنا عن ایرادہا
لعدم الوثوق بمثل تلک الروایات الخ **اقول** اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور حاکم نے روایت کرکے حدیث صحیح کہا لیکن ذہبی
نے اوسکا تعقب کرکے اس حدیث کو منکر کہا نہ موضوع اور غرض نقل کرنے سے اس حدیث کو جواب میں کسی امر کا اثبات نہیں تاکہ ضعف
و نکارت اوسکی قادح ہو بلکہ وجود طبقات کی جو بدلائل اخر ثابت ہے تفصیل او تکمیل مثل تکمیل بالضعیف اور عبارت جو تفسیر نیشاپوری
سے منقول ہوئی نسخ معتمدہ میں عبارت نہیں ہے بلکہ ذکر النقاش فی تفسیرہ ہے **قال** وہب بن منبہ اہل کتاب سے تھا غالب
ہے یہ کہانی اسرائیلیات سے اخذ کیا ہے جال موافق قرارداد علماء محققین کے قصص و تفاسیر اہل کتاب حجت نہیں **اقول** وہب کو اہل کتاب
سے شمار کرنا کمال جرأت ہے البتہ وہ کتب متقدمہ سے خوب واقف تھے اور اکثر حکایات قصص کتب سابقہ سے بیان کرتے تھے لیکن اخذ کرنا
کسکا کتب متقدمہ سے شی دیگر اور اوسکا اہل کتاب سے ہونا شی دیگر ہے مناقب و مدائح اونکے وہب کتب معتمدہ سے ملاحظہ ہوں تو ذہبی

تہذیب الاسماء واللغات میں لکھتے ہیں وہب بن منبہ التابعی الابناوی الیمانی تابعی جلیل من المشہورین بمعرفۃ الکتب الماضیۃ سمع جابر بن عبد اللہ
وابن عباس وابن عمرو وابا سعید وابا ہریرۃ والنعمان الثقۃ اتفقوا علی توثیقہ توفی سنۃ اربع عشرۃ ومائۃ انتہی اور ذہبی کتاب العبر فی خبر من غبر
وقائع سنہ ۱۱۴ میں لکھتے ہیں فیہا توفی ابو عبد اللہ وہب بن منبہ الصنعانی الحبر العلامۃ روی عن ابن عباس وجماعۃ وکان شدید العنایۃ بکتب الاولین واخبار الامم وقصصہم
بحیث انہ کان یشبہ بکعب الاحبار فی زمانہ انتہی اور یافعی مرآۃ الجنان میں لکھتے ہیں فی السنۃ المذکورۃ توفی بصنعاء الیمن وہب بن منبہ الامام
العلامۃ الحکی عنہ من الثقات قال قرأت من کتب اللہ تعالیٰ نیفا وسبعین کتابا وکان لہ اخوۃ منہم ہمام بن منبہ وکان اکبر من وہب وہو معدود من جملۃ الاذکیاء
[illegible]

وہت سے کی ہے وہ اگر سبب ہیں کہ وہ بہت اکثر ترتیب قدما سے اخذ کرتی تہی اور انہین اکثر اہل کتاب نے تحریف و تغییر کی ہی تصدیق نہ کیجائے تو اوسکی
تکذیب بہی نہیں چاہیے اور علم تفصیلی کو حق جلشانہ پر محول کرنا چاہیے قال مجیب صاحب نے وجود ادم و انبیا و خواتم کا ہر طبقہ زمین
مین چند دلیل سے ثابت کیا ہی اول اثر ابن عباس جسکو حاکم نے صحیح کہا اور حال اثر مذکور کا معلوم ہو چکا کہ ہشت وجہ سے قابل استدلال
نہیں اقول کیفیت سب وجوہ کی منکشف ہو گئی کہ کوئی انمین سے قابل اعتبار نہین انصاف درکار ہی قال دوسرے یہ کہ حق تعالی
نے فرمایا انما انت منذر و لکل قوم ہاد اور یہ استدلال مجیب صاحب کا جب صحیح ہو کہ عموم بعثت ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم
کو شامل باشندگان شش زمین ہوا اقول سابقا خوب واضح ہو چکا کہ بر تقدیر عموم بعثت نبویہ بھی وجود ادم و خواتم ممکن ہی قال
قطع نظر اس سے استدلال مجیب صاحب اس آیت سے ناتمام ہی کیونکہ ہاد بمعنی رہنما جو آیت مین مذکور ہی مراد اوس سے خاص پیغمبر نہین اور
مفسرین نے بہی معنی نذیر کے عام قرار دئے ہین کہ پیغمبر ہو یا بواسطہ و مبلغ از جانب پیغمبر ہوا اقول اس آیت سے کسنے اثبات وجود انبیا
بر طبقات باقیہ مین کیا ہی تا ایراد اوسپر وارد ہو کہ مراد ہاد سے مطلق راہ نما ہی نہ خاص پیغمبر عبارت جواب فقیر کو دیکہیے بعد ازان میں
مناظرہ مین آئیے مین نے اس آیت سے فقط وجود راہ نما ہر طبقہ مین بسبب اسکے کہ کوئی مخلوق منیر الیہ جلشانہ کی مہمل نہین چہوڑی گئی ثابت کیا
او بعد اوسکے عبارت تفسیر جلالین سے کہ دال ہی اوس پر کہ وحی الہی کو طبقات تحتانیہ مین نقل کر کے وجود انبیا ثابت کیا قال اور یہ جو مجیب صاحب
نے لکہا ہی کہ جلال الدین محلی کی تفسیر سے یہی ثابت ہی کہ حضرت جبریل طبقات باقیہ مین بہی وحی لیجاتے تہی لیکن کلام محلی اور اوسکی تفسیر اس آیت سے
نہین لیکہ یہ جملہ مفسرین کی تفسیر کے خلاف ہی کسی مفسر نے اوسکے موافق تفسیر اس آیت کی نہین لکہی اسواسطے ملا علی قاری نے حاشیہ جلالین مین
لکہا ہی لم یعلم لغیرہ من المفسرین او عنایۃ من تنزل الامر بالوحی قال فی تفسیر قولہ بینہن ای بین ہذہ الارض العلیا التی ہی ولا ہا و بین السماء السابعۃ انتہی
اعلانا اقول دیکہو اس کلام کو کہ کسی مفسر نے سوا محلی کے ایسی تفسیر نہین کی علت تتبع اور قصر نظر پر دلالت کرتا ہی اور نہ پانا ملا علی قاری کا
اس تفسیر کو کسی اور مفسر کے کلام مین دلالت اوسکی عدم پر نہین کرتا ہی فان عدم الوجدان لا یدل علی عدم الوجود و من حفظ حجۃ علی
من لم یحفظ دیکہو محی السنہ نے جنکے مصابیح و شرح السنہ وغیرہ کتب مین جلالت قدر حضرت مرآۃ وغیرہ مین اس شرح بسط مذکور ہی اپنی تفسیر معالم التنزیل
مین اس آیت کی تفسیر مثل محلی کے کی ہی جیسا کہ سابقا مذکور ہو چکا اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین ایسے ہی لکہی ہی پس کیا فائدہ مخفی نہ رہی کہ
کہ بعض ارباب فتاویٰ نے اپنے جواب مین عبارت جلالین کو جو تفسیر اس آیت مین واقع ہی سیوطی کی طرف منسوب کیا اور یہ غلط قلم ہی کیونکہ
تفسیر جلالین مجموعہ دو جلال کی تصنیف کا ہی سورہ بقرہ سے تا آخر سورہ بنی اسرائیل جلال الدین سیوطی کی تصنیف ہی اور سورہ کہف سے تا آخر
قرآن جلال محلی کی تصنیف ہی جیسا کہ حسن المحاضرہ وغیرہ مین مصرح ہی پس تفسیر اس آیت کی جو سورہ طلاق مین واقع ہی محلی
کی ہی نہ سیوطی کی اعلام چونکہ میری تحریر سابق مین تعدد خواتم کی لفظ واقع ہوئی ہی بعض حضرات نے اوس سے اسکا گمان کیا
کہ مین تعدد خاتم حقیقی و تخصیص خصوص بعثت محمدیہ کا قائل ہون چنانچہ ماہ رمضان ۱۲۹۹ ہجری مین ہو کو محمد عبد الغفار صاحب
ملازم مطبع نظامی نے بوساطت حافظ عبد الستار خان صاحب کی ایک رسالہ تحریر اپنا بہیجا اور اوسمین الزام تخصیص بعثت محمدی
و تعدد خواتم و وقف حدیث کا ذکر درج کیا ہین اور اسی ماہ مین ایک رسالہ اوسکی جواب مین لکہ کے اونکی خدمت مین روانہ
کیا اور اوسمین تصریح کر دی کہ مین تعدد خواتم اضافیہ کا موافق ظاہر حدیث کی قائل ہون اور خصوص بعثت نبویہ کا